اقوال مراجع عالم اہلسنت عقائد کا معیار

(مُصنفہ)

علامہ مجتبیٰ حسن صاحب کامونپوری پی ایچ ڈی جامعہ ازہر
(مصر) پروفیسر ادبیات ناظمیہ عربی کالج لکھنؤ

(مطبوعہ)

(سرفراز قومی پریس نادان محل روڈ لکھنؤ)

امامیہ مشن کے خدمات کا نمبر ۸۷

عورت کا تاریخی درجہ تاریخ سے جہاں تک پتہ چلتا ہے ازمنہ قدیم اور عصور وسطیٰ میں سوسائٹی کے اندر عورت کا کوئی درجہ ہی نہ تھا اسکی ہستی کا مقصد اس سے زیادہ کچھ نہ تھا کہ وہ صنف قوی کی حیوانی تشنگی کو دور کرے اور بس اسلام نے آکر عورت کی انفرادی، منزلی، اجتماعی، زندگی کو اتنا بلند کیا کہ جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اگر اسلامی ماحول نظام قائم ہو گیا ہوتا تو عورت و مرد کے اشتراک سے ہماری دنیا معصوموں اور فلسفیوں کی جنت بن جاتی لیکن بنی امیہ نے اسلامی تحریکوں کا مقابلہ کیا اور اپنی سیاسی قیادت کو برقرار رکھنے کے لیے اسلام کو مسخ کر کے ایک نئی صورت میں پیش کیا۔ یورپ نے اسلام کو اندلس سے پایا عصور مظلمہ میں اندلس نے یورپ کی قیادت کی اور وہ تمام اخلاقی عریانی اور دینی الحاد اور لذت پرستی جو بنی امیہ میں تھی یورپ کے حصے میں آگئی اور عورت کیلئے یورپ میں ایک مسموم ماحول بن گیا "عیسائیت کی عورت سے وحشت" اور "رہبانیت کے ابتذال" سے ملکر نہایت گندے اور سیاہ تمدن کی بنیاد پڑی جو مادی اقتدار کے سایہ میں تمام دنیا میں پھیل گیا۔

اس رسالہ میں جو مشن سے پیش کیا جا رہا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ قدیم ترین اقوام و مذاہب میں عورت کی حیثیت کیا تھی اور اسلام نے عورت کو کیا سمجھا اور کیا اسلامی نظام کے سوا کوئی نیا نظام عورت کی انسانی زندگی کی ترقی کی ضمانت کر سکتا ہے۔ امامیہ مشن نے اب تک عورت پر کوئی کتاب نہیں شائع کی تھی یہ کتاب نسائی مسائل پر تصانیف کے لیئے دروازہ کھولتی ہے۔

خدا کرے ہم اس سلسلہ میں کچھ کام کر سکیں (خادم ملت) سید مصطفیٰ حسن رضوی آنریری سکریٹری

امامیہ مشن لکھنؤ

عورت اقوام و مذاہب کی نظر میں

عورت قبلِ اسلام

(حصہ اوّل)

عورت کیا ہے۔ مصر، بابل، اشور، ایران، ترک و مغل، ہند، جاپان، چین، سوریا (فینیقیہ، یہودیت، مسیحیت) یورپ (یونان و رومان) و عرب میں عورت کا کیا معیار تھا۔ اس کی معاشرتی حیثیت کیا تھی۔ ملکیت۔ نکاح و طلاق وغیرہ میں اسکے ساتھ کہاں تک عدل و انصاف کا سلوک کیا گیا۔

تمدنِ جدید کا دعویٰ ہے کہ اس نے بہت سے انسانی مسائل کا بیش بہا حل پیش کیا ہے جسے اس سے پہلے کسی مذہب و ملت نے حل کرنے میں کامیابی

نہیں حاصل کی غلاموں کی آزادی، مزدوروں کے ساتھ انصاف، اور عورت و مرد کے مساوات کے سلسلہ میں یورپ کے جدید تمدن کو اپنے خدمات پر ناز ہے۔

میں تمدن جدید کی بعض اختراعی جدوجہد کی قدر کرتا اگر ان کا مقصد پاکیزہ ہوتا اور ان سے اچھے نتائج پیدا ہوتے۔

لیکن یورپ کے تمام اختراعات اور تمام نظریوں کا ایک مادی پس منظر تھا جس کے مہلک اثرات آج ہولناک عالمگیر بربادی کے باعث ہو رہے ہیں اس نے انفرادی غلامی کو روکا اور بڑی بڑی قوموں کو غلام بنا لیا اور انفرادی غلامی کے زمانے میں جو اُن کی حالت تھی اُس سے کہیں بدتر حالت بنادی۔ اُس نے علوم و فنون کو طبقاتی تقسیم سے ضرور اونچا کیا لیکن اس نے عُلوم کے نام سے اپنے سیاسی مفاد کو پورا کرنے والے نظریوں کی اشاعت کی تاکہ غلام قوموں کو علم کے نام سے دھوکا دے کر اپنے مفاد کو اُن کے عقیدہ کا جزء بنا دیا جائے۔

جمعیۃ الاقوام کو ایک انتہائی کارنامہ کہا جاتا ہے جس میں یورپ نے رواداری کے لیے بظاہر ایک بڑا اقدام کیا تھا۔ لیکن اوس نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ وہ ایسے عناصر پر مشتمل تھی جس نے اپنے حریفوں کو نیچا دکھانے کے لیے ایک نیا بھیس بدلا تھا اسی طرح عورت و مرد کے مسایل ہیں کہ یورپ نے اسے خاص اہمیت

دے رکھی ہے۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ یورپ صحیح معنی میں عورت کا ہمدرد نہیں ہے وہ عورت کے ساتھ ایک چال چل رہا ہے۔ دورِ جاہلیت میں جو مظالم عورت پر کیے گئے ہیں جدید یورپ بھی انھیں کا اعادہ کرنا چاہتا ہے لیکن اس نے اس کے قتل کیلئے نئے اسلحہ تیار کیے ہیں۔ ہم اس مختصر رسالے میں تاریخ کی مدد سے یہ سمجھنا چاہتے ہیں کہ اقوام و مذاہب نے عورت کی زندگی کا معیار کیا پیش کیا ہے۔ اور تمدن جدید نے اُس میں کس قدر اصلاح و اضافہ کیا اور اسکی واقعی حیثیت کیا ہے اور صحیح معنی میں وہ کون سا معیار ہے جس سے عورت کے نشو و ارتقا میں بحیثیت عورت کے مدد مل سکتی ہے۔

قبل اسکے کہ ہم اقوام و مذاہب میں عورت کی تاریخ پر تبصرے پیش کریں ہمیں یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ عورت کیا ہے اور اقوام و مذاہب نے عورت کے حدود معین کرنے میں کیوں بے پناہ غلطیاں کیں عورت ناقص ہے، یا کامل اُس کی زندگی کا سیدھا رستہ کون سا ہے۔ یہ سب سوالات خود بخود حل ہو جائیں گے اگر عورت کی نفسیاتی و جسمانی تشریح کی مدد سے ہم یہ سمجھ لیں کہ عورت کیا ہے۔ نظام کائنات کے اس نکتہ کو کبھی فراموش نہ کرنا چاہیئے کہ قدرت نے مخلوقات کا تنوع اور اختلافات اور مختلف جنسوں اور گروہوں میں اسکی تقسیم ایک خاص حکمت سے کی ہے ہر گروہ

کے خاص فرائض ہیں جسے مکمل طریقے سے صرف وہی ادا کر سکتا ہے۔
طبعی فرائض کو پورا کرنے کے لیے قدرت نے ہر ایک مخلوق کو اس کی ضرورت کے مطابق جسمانی و دماغی قابلیت عطا کی، اعضا و جوارح کی خاص ساخت زندگی کے مقاصد اور ضروریات کے اختلاف کی وجہ سے ہے جس گروہ کے جو مقاصد زندگی قدرت نے معین کیے ہیں اس کو ان مقاصد کی تکمیل کیلئے ویسے ہی اسباب فراہم کر دیے ہیں ہماری دنیا کی کوئی چیز ناقص نہیں ہے ہم کو بعض چیزیں مکمل اور بعض چیزیں ناقص اور بعض خوبصورت اور بعض بدشکل نظر آتی ہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ ہم اسرار قدرت سے جاہل ہیں۔ اور ان مختلف چیزوں کو جو مختلف مقاصد کے لیے بنائی گئی ہیں ایک ہی نقطۂ نظر سے دیکھتے ہیں۔

قرآن مجید نے فطرت کے اس اصول کو کئی جگہ بیان کرتے ہوئے کہا۔

(۱) خدا نے ہر شے کو اس کا مکمل وجود عطا فرمایا پھر اسے اپنے فرائض بجالانے کی ہدایت کی

(۲) ہم نے ہر چیز کو ایک خاص اندازہ پہ پیدا کیا

ہر شے کی ترقی اس نظریہ کے ماتحت یہ ہے کہ وہ اپنے طبعی فرائض کو پورا کرے۔

جمادات و نباتات و حیوانات کے متعلق کسی نیچرل فلسفی کا یہ قول

ایک حقیقت ہے کہ "طبیعت اپنی حد سے کبھی نہیں بڑھتی"
انسان کے علاوہ مخلوقات کا ہر قدم اپنے مقصد کی راہ کو طے کرنے کے لیے اُٹھتا ہے۔

انسان کو چونکہ آزاد و خود مختار بنایا گیا ہے اس لیے اکثر وہ مقاصد کو فراموش کرکے دوسروں کے فرائض میں دخل دیتا ہے اور اپنے فرائض کی تشخیص میں غلطی کرتا ہے۔ کبھی دوسرے مخلوقات کے مقصد خلقت سے جہالت کی وجہ سے انھیں حقیر و ذلیل و بے مصرف سمجھتا ہے اور اپنی جسمانی و دماغی صلاحیتوں پر اتراتا ہے۔

صحیح تمدن و تہذیب اور مذاہب و ادیان نے اس سلسلہ میں انسان کی ہمیشہ رہبری کی تاکہ وہ مجموعی طور پر اپنا مقصد زندگی پیش نظر رکھکر ہر قدم ترقی ہی کی طرف بڑھائے اور ترقی معکوس میں مبتلا ہو کر کمال کی منزل سے پیچھے نہ رہ جائے۔

عورت کے تصور میں مرد نے ہمیشہ غلطی کی ہے کبھی اپنے اعضاو جوارح سے مختلف پاکر اسکی صلاحیتوں کو اپنی صلاحیتوں سے جداگانہ دیکھ کر اسے ایک ناقص مخلوق سمجھا اور اسے حقارت و ذلت کی نگاہ سے دیکھا اور اُسے بیکار و بے سود سمجھکر اپنی ستمرانیوں کے لیے تختہ مشق بنایا۔ اور کبھی اس کے طبعی فرائض کی تکمیل سے ہٹا کر اپنے دوش بدوش لانے کی

کوشش کی ان دونوں حالتوں میں تاریخ انسانی میں ایک طویل دور
ایسا ملتا ہے کہ مجموعی طور پر عورت کو اس کے فطری مقاصد کے پورا کرنے
کا موقع نہیں دیا گیا مرد اور عورت دونوں الگ الگ صنفیں ہیں اور
ہر ایک کی خاص خاص صلاحیتیں دوسرے میں نہیں ہیں اگر مرد و عورت
کی انھیں خصوصیتوں کو اہمیت دی جائے جو کسی ایک صنف سے مخصوص ہیں
تو اس لحاظ سے نہ مرد کامل ہے نہ عورت یہ دونوں صنفیں کچھ خاص خاص
اور غیر مشترک اوصاف کی مالک ہیں کہ اگر دونوں متحد ہو کر اپنے فرائض کو
پورا کرکے انسانیت کی تکمیل نہ کریں تو انسانی ارتقا ایک نقطہ موہوم بن کر
رہ جائے۔ ان دونوں گروہوں میں سے جو گروہ اپنے فرائض سے غفلت
کریگا یا دوسرے کے فرائض میں دخل دے گا وہ حقیقتہً نوع انسانی کی ترقی
کے راستہ میں رکاوٹ پیدا کرے گا۔ جس طرح بعض مردوں کا عورتوں کے
صفات اپنے میں پیدا کر لینا حقیقتہً اُن کی ترقی نہیں ہے بلکہ ان کی بربادی ہے
اسی طرح عورت کا مرد بننے کی کوشش کرنا اس کے لیے تباہ کن ہی
عورتوں اور مردوں کی جسمانی و دماغی صلاحیتیں ایک دوسرے سے بڑی
حد تک جداگانہ ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ وحشی اور متمدن اقوام سب میں
عورت کا قد مرد کے قد سے اوسط درازی میں بارہ سنٹی میٹر کم ہوتا
ہے۔ عورت مرد کے نشو و ارتقا اور عمر میں نمایاں اختلاف ہے۔ دونوں

کے جسم کے وزن اور ثقل میں بھی اختلاف ہے۔ عورت کے جسم کا ثقل مرد کے ثقل سے پانچ کیلو میٹر کم ہوتا ہے۔ عورت کے جسم کا متوسط ثقل بیالیس کیلو میٹر اور نصف سے کسی طرح زیادہ نہیں ہوتا جبکہ مرد کا متوسط ثقل ۴۷ کیلو میٹر ہوتا ہے۔

عورت کے عضلات حجم و قوت کے لحاظ سے اس قدر ضعیف ہیں کہ اگر ان کی طبعی قوت کے تین حصے کئے جائیں تو دو حصہ قوت کا مرد مالک ہوگا اور صرف ایک حصۂ قوت عورت میں ملے گی۔ مرد کے عضلات جسمی حرکت میں عورت سے زیادہ تیز اور اپنے فعل میں قوی ہوتے ہیں۔ عورت اور مرد کے دل میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ عوت کا دل مرد کے دل سے ساٹھ ڈرام چھوٹا اور ضعیف ہوتا ہے۔

سُرعت تنفس کے لحاظ سے مرد، عورت میں بڑا فرق ہے۔ عورت کا دماغ اس کا وجدان اُس کے حواس سب بہ نسبت مرد کے کمزور و ضعیف ہیں

عورت کا وجدان مرد کے مقابلہ میں اسی قدر ضعیف ہے جس قدر عورت کی عقل مرد کی عقل کے مقابلہ میں کمزور ہے۔ عورت کے دماغ کے وزن کا اوسط ½ ۴۹ اوقیہ ہے اور عورت کے دماغ کا وزن صرف ۴۴۔ اوقیہ۔ ۲۹۱ دماغ عورتوں کے وزن کئے گئے تو سب سے وزنی دماغ ۵۴۔ اوقیہ اور سب سے کم ۳۱ اوقیہ کا نکلا۔ اور مرد کے ۲۷۸

دماغوں میں سب سے بڑا دماغ ۶۵ اوقیہ اور سب سے چھوٹا ۳۴ - اوقیہ
ثابت ہوا - عورت کے حواس پنجگانہ مرد کے مقابلہ میں بجید ضعیف ہیں
اُس کا شامہ مرد سے کمزور اس کا ذوق و سمع کا حاسہ مرد سے کمزور کھانے
کی عمدگی اور بدمزگی کے پہچاننے والے آواز کے پرکھنے والے کل مرد ہی ہیں
عورت ان چیزوں میں مرد تک نہیں پہنچ سکی - قوت لامسہ بھی عورت کی
مرد سے کم ہے - جن تکلیفوں کی عورت متحمل ہو جاتی ہے مرد نہیں برداشت نہیں
کر سکتا یہ اُس کے قوت احساس کے ضعف کی دلیل ہے - قدرت نے عورت
میں احساس کی قوت کو خاص مصلحت سے کم پیدا کیا ہے - اس سے نوع انسانی
کا مفاد متعلق ہے - وضع وحمل کی ناقابل برداشت تکلیفیں ایک حساس کے لئے
موت کا پیغام ہوتی ہیں عورت میں احساس کی کمی کا یہ فائدہ ہے کہ وہ ہنسی
خوشی سے ان زحمات کو جھیل جاتی ہے قوت ادراک بھی عورت کی کم ہے
عورت و مرد کا بھیجا شکل اور مادہ کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف
ہے مرد کے بھیجے کے وزن کا اوسط عورت کے بھیجے سے سوا ڈرام زیادہ ہے
مرد کے دل کا وزن دس سے بارہ اوقیہ اور عورت کے دل کا وزن زیادہ
سے زیادہ دس اوقیہ ہے ورنہ عام اوسط آٹھ اوقیہ ہے - مرد کے گردوں
کا وزن چھ اوقیہ سے ساڑھے چھ اوقیہ اور عورت کے گردے کا وزن زیادہ
سے زیادہ نصف اوقیہ ہے - ورنہ عموماً نصف اوقیہ سے بھی کم ہے -

ایسا نہیں ہے کہ عورت و مرد میں یہ فرق تمدّن و تہذیب کے کسی خاص نقطہ نظر نے پیدا کر دیا ہے۔ اس لیے کہ گرم ملکوں کے رہنے والی وحشی اقوام میں عورت و مرد دونوں ایک طرح کی زندگی بسر کرتے ہیں اور تمام مشاغل میں برابر کے شریک ہیں۔ لیکن یہ اختلافات ان میں اسی نسبت سے پائے جاتے ہیں۔

انسان تو انسان نباتات و حیوانات کے نر و مادہ میں یہ اختلافات موجود ہیں۔ عود و خرما و کیلے وغیرہ کے درختوں میں جہاں نر و مادہ کا امتیاز ہے وہاں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ نر درخت کو مادہ پر بھی قوت کے لحاظ سے فوقیت ہے۔

حیوانات میں نر و مادہ کے مقاصد زندگی اور جسمانی حیثیت میں جو فرق ہے وہ ہمارے مشاہدہ میں آتا رہتا ہے۔

نر کے جسمانی قوی خارجی و داخلی اعضا مادہ سے بہت قوی ہوتے ہیں نر کا گوشت مادہ کے گوشت سے زیادہ طاقت بخش ہوتا ہے۔ یہ تحقیقات حال کے مغربی علماء کی ہیں جن سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ عورت و مرد میں خلقت میں اختلاف ہے اور یہ اختلاف خارجی اثرات کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ ان کا فطری و طبعی اختلاف ہے جو کبھی ان سے دور نہیں ہو سکتا یہی نہیں کہ عورت ہر چیز میں مرد سے کم ہے بلکہ اُسے جس جس چیز کی

ضرورت ہی اُسے قدرت نے مرد سے زیادہ پیدا کیا ہی۔ عورت میں انفعال و ہیجان کی قوت مرد سے کہیں زیادہ ہے اس کے دماغ میں احساس و تہیج کے مرکز مرد کے دماغ سے زیادہ بہتر ترکیب رکھتے ہیں ان تفصیلات کے ماتحت ہم یہ طے کرسکتے ہیں کہ عورت کیا ہے اور اس کا مقصد زندگی کیا ہے اور اسکے قدرتی فرائض کیا ہیں۔ قدرت نے دنیا کے کاموں میں خود ہی دو حصے کر دیئے ہیں۔

(۱) نوع انسانی کی تکثیر و حفاظت

(۲) انسانی ضروریات کا انتظام

انہیں دونوں کاموں کے لحاظ سے مرد عورت کو مناسب و موزوں اعضاء دیئے گئے ہیں۔ ان دونوں صنفوں کے کام اس قدر زیادہ اور سخت ہیں کہ کوئی کسی کی نیابت نہیں کرسکتا اور نہ کوئی اپنے فرائض سے غفلت کرکے اپنے مقصد زندگی کو پورا کر سکتا ہے۔

قدرت نے نوع انسان کی تکثیر اور حفاظت کے مسلسل چار دور قرار دیئے ہے

(۱) حمل (۲) وضع (۳) رضاعت (۴) تربیت۔ ان میں سے ہر ایک دور عورت کے لیے انتہائی جانگسل ہوتا ہے۔ حمل و وضع کے ایام میں اگر غفلت کی جائے تو عورت کی زندگی خطرے میں پڑ جاتی ہے تیسرے اور چوتھے دور میں اگر غفلت کی جاتی ہی تو اس سے اولاد کی زندگی

ہمیشہ کے لئے صحت و ادب و اخلاق کے لحاظ سے تباہ ہو جاتی ہے حمل کے زمانے میں عورت کی ہر حالت سے بچہ متاثر ہوتا ہے حمل کے زمانہ سے آخر ایام رضاعت تک غذا لباس و صفائی اور رضاعت کا بہت زیادہ اثر بچے پر پڑتا ہے۔ تربیت کا دور بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے شعوری و غیر شعوری طور پر بچہ ادب و اخلاق میں ماں کی تقلید کرتا ہے کسی حکیم نے بہت صحیح کہا ہے کہ جو عورت اپنے داہنے ہاتھ سے اپنے بچے کی گہوارہ جنبانی کرتی ہے وہ بائیں ہاتھ سے سارے عالم کو حرکت میں لاتی ہے اس لئے حقیقتہً عورت پر جو قدیم تاریخ میں ظلم ہوا یا اب اسے فریب دیکر جس ہلاکت خیز وادی کی طرف لے جایا جا رہا ہے وہ اس کے متعلق غلط فیصلہ کا نتیجہ تھا اور ہے اور اس کی حقیقت نہ پہچاننے کا سبب تھا علوم و فنون کیا ہیں، زندگی کو پورا کرنے کے متعلق تجربوں کی تنظیم۔ جب عورت مرد کی زندگی کا مقصد جداگانہ ہے تو ان کے لیے علوم و فنون بھی الگ الگ ہیں اور اس کو ایسی تعلیم کی ضرورت ہے کہ جس سے وہ صحیح معنی میں ماں بن سکے اور تربیت کے اسرار و رموز کو معلوم کر سکے۔

علم الانسان میں انسانی نشو و ارتقار کے تین دور بتائے جاتے ہیں (۱) عہد اموست (۲) عہد ابوت (۳) عہد استقلال۔ حقیقتہً اگر دیکھا جائے تو عہد اموست و ابوت وہ زمانہ تھا جبکہ انسان وحشی زندگی

کی زنجیروں میں اُلجھا ہوا تھا اور واقعی انسانی بلندی کی ترجمانی عہد
استقلال کرتا ہے۔ جس میں مرد وعورت دونوں کے خصوصیات کو تسلیم
کر لیا گیا۔ عہد امومت انسان کی تاریخ حیات کا بالکل پہلا دور ہے
جبکہ انسان رشتہ ازدواج سے واقف نہ تھا اور طبعی شہوت کی
کشاکش اسے جنسی تعلقات پر مجبور کیا کرتی تھیں۔ اور وہ بغیر کسی تمیز
کے ہنگامی ضرورت کے ماتحت جانوروں کی طرح جنسی خواہشوں کو پورا
کر لیتا تھا۔ ولادت کے اسرار تک مرد وعورت کوئی نہیں پہونچا
تھا اور ولادت عورت کے جسم کی ایک خاصیت سمجھی جاتی تھی۔ عورت و
مرد میں کسی کو علم نہ تھا کہ انسانی پیکر کی تشکیل میں دونوں ایک دوسرے
کے شریک اور معاون ہیں۔ اولاد بھی اس وقت ماں کے سوا کسی کو
نہیں پہچانتی تھی جب خاندان کی بنیاد پڑنے لگی اور ضرورتیں بڑھنے
لگیں اور ایک آدمی پر تنہا اپنی ضرورتوں کا پورا کرنا دشوار ہو گیا
تو تقسیم عمل میں اس دشواری کا حل تلاش کیا گیا اس طرح ایک عورت
ایک مرد کے ساتھ رہنے لگی، لیکن زندگی روزمرہ پیچیدہ ہونے لگی
اور مرد وعورت کی کوششیں بھی ضروریات کے مہیا کرنے میں ناکام
ثابت ہوئیں، زندگی کی کشمکش نے عورت کے اقتدار کو کم کرنا شروع
کیا، عہد امومت کے اثرات گھٹنے لگے۔ اور عہد ابوت کی داغ بیل

پڑنے لگی۔ عورت مرد کے برابر محنت نہیں کر سکتی تھی ایک مرد جس قدر زیادہ کام کر لیتا تھا اور جیسے مشکل و دشوار کام انجام دے لیتا تھا انھیں عورت نہیں کر پاتی تھی اس لیے زندگی کو وسیع بنانے کے لیے ایک مرد نے غیر محدود عورتوں کو اپنی نگرانی میں رکھنا شروع کیا اور غیر محدود تعدد ازدواج کا خیال پیدا ہوا۔ مرد شکار کرتا تھا۔ لڑائیوں میں شب و روز گزارتا تھا اور ہلکے ہلکے کام عورتیں کرتی تھیں۔ زراعت و صنعت و حرفت و منزلی خدمات عورتوں کے حصے میں آئے اور مشکل ترین مشاغل مرد نے اپنے لیے مخصوص کر لئے عورت کی ناکامی نے اسے مرد کی آنکھوں میں عجیب عجیب شکلوں میں پیش کیا جس کی تصویریں ہم کو تاریخ کے مختلف ایام میں ملتی ہے جب مرد کو بعض مقامات پر اپنی ناکامی اور عورتوں کی کامیابی اور بعض مقامات پر عورتوں کی ناکامی اور اپنی کامیابی کے تجربے ہوے اُس وقت یہ معلوم ہوا کہ ہماری افضلیت ایک اضافی چیز ہے۔ ہم دونوں ناقص ہیں اور دونوں کی صلاحیتوں کو کام میں لاکر ہم دونوں کامل بن سکتے ہیں۔ اب ہم تاریخ عالم کی روشنی میں آگے بڑھتے ہیں اور دیکھنا چاہتے ہیں کہ قدیم اقوام و مذہب نے عورت کے ساتھ کیا سلوک کیا جس سے ہمارے دعوے کے بیشمار ثبوت مہیا ہو جائیں گے کہ اسلام کے علاوہ کسی نے عورت کی حقیقت نہیں سمجھی نہ قدیم تاریخ نے اور نہ

تمدن جدید نے اور سب نے عورت کے اصلی خدوخال پر پردہ ڈالا اسلام ہی اسکو اصلی صورت میں پیش کرتا ہے۔

(مصر)

کہا جاتا ہے کہ قدیم مصری عورت اپنے تمام حقوق پر فائز تھی اور اسے انتہائی عزت و احترام کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ لیکن ہم کو جو تاریخی نقوش دستیاب ہوتے ہیں اُن سے اس دعوے کی صداقت مشکوک ہو جاتی ہے ان نقوش سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت جب تک شوہر کی خدمت گزاری سے سر نہیں اٹھاتی تھی اس کی عزت کا ستارا چمکتا رہتا تھا۔ جہاں اس نے سرکشی کی اس کے تمام حقوق کچل دیئے جاتے تھے اور اسکی عزت و وجاہت ایک خواب پریشاں بن جاتی تھی۔ مصریوں میں عورت کے واقعی کچھ حقوق نہ تھے جنہیں حقوق کہا جاتا ہے وہ اس کی خدمات کا معاوضہ تھا بیشک مصری قوانین نے عورت کو تخت و تاج تک نظر اٹھانے کی اجازت دے رکھی تھی لیکن ہمیں اس قانون کی بنیادی نمود کو فراموش نہ کرنا چاہیئے جس سے قانون ایک دلفریب نظریہ کی حدود سے آگے نہیں بڑھ سکا اور عملی دنیا میں یہ قانون ہمیشہ ناکام رہا۔

مصری قانون عورت کو اُس وقت تخت و تاج کا وارث بناتا تھا جبکہ شاہی خاندان میں کوئی وارث مرد موجود نہ ہو قدیم مصری تاریخ میں ۴۷۰ مصری سلاطین کی فہرست پر نظر ڈالیے اس میں ۵ سے زیادہ عورتیں نہ ملیں گی جو اس قانون سے کسی حد تک فائدہ اُٹھا سکی ہوں حضرت عیسیٰ کے تین ہزار سال قبل یہ قانون پایا جاتا ہے اس مدت میں جبکہ مردوں نے حکومت کی عنان اپنے ہاتھوں میں لی صرف پانچ عورتیں ایسی ہیں جو اس بلندی پر پہونچتی ہیں۔ یہ نسبت اس قابل نہیں ہے کہ ہم اس سے مصری زندگی میں عورت کے لیے کسی بلندی کا خیال کریں۔

اور اگر ذرا زیادہ گہری نظر ڈالی جائے تو اس قانون کے پس پردہ حالات مصری عورت کی اصل تصویر پیش کر دیتے ہیں۔ ۴۷۰ بادشاہوں میں ۵ عورتوں کو بادشاہوں کی صف میں دیکھکر یہ گمان ہو گا کہ کم از کم ان عورتوں نے ضرور مردوں کا درجہ حاصل کر لیا ہو گا لیکن افسوس ہے کہ تاریخی حقایق مصری عورت کے چہرہ پر احترام کی فرضی نقاب کو زیادہ دیر تک نہیں رہنے دیتے ہشتپسوت (م ۱۵۰۰ ق م) ملکہ مصر کے متعلق تاریخ بتاتی ہے کہ جب اُسے حکومت حاصل ہوئی تو وہ اپنے صنفی لباس میں ظاہر نہیں ہو سکتی تھی وہ مردانہ لباس استعمال کرتی تھی اس لیے کہ جمہور کا اعتقاد تھا کہ عورت حکومت وسرداری کی اہلیت نہیں رکھتی۔ اگر کسی وجہ سے وہ تخت پر نظر آرہی ہے تو کم از کم

اس کا لباس اس کے جسم پر ہو بلکہ وہ جنس حاکم کے لباس میں ظاہر ہو جس
سے اسکی نااہلیت کا احساس مردہ نہ ہونے پائے۔ اور انسانی حافظہ میں اس کی
تلافی کے لیے ایک خیال محفوظ رہے۔

مصر میں کبھی عورت و مرد کے حقوق و فرائض اور ہر ایک کی ماہیت کو
صحیح عینک سے نہیں دیکھا گیا۔

مصری تاریخ کا وہ دور جس میں ماں ہی سب کچھ تھی اور اولاد کی نسبت
ماں کی طرف ہوتی تھی اس وقت اس کی حالت اس قدر گر گئی تھی اور اس کے
جنسی اختلاط کا دروازہ اس بےحیائی سے کھول دیا گیا تھا کہ ان کے سماج نے
باپ کی طرف اولاد کی نسبت کا خیال ہٹا لیا اس لیے کہ عورتوں پر جنسی اختلاط
میں کوئی پابندی نہیں تھی وہ اس ماحول میں آسانی اسی میں محسوس کرتے
تھے کہ اولاد کی نسبت ماں ہی کی طرف کی جائے۔ جب اس کا ردعمل ہوا اور مرد نے
غلبہ پایا تو اس نے بھی بغیر کسی پابندی کے تعدد ازدواج کو جائز رکھا۔ اور
عورت کو انتہائی پستی کے غار میں ڈھکیل دیا۔

قدیم مصری نکاح کی دو قسمیں ہی اسکی حالت کا اندازہ لگانے پر ہماری
رہنمائی کرتی ہیں۔ مصریوں میں دو طرح کے نکاح ہوتے تھے۔ نکاح عبودیت
نکاح مساوات ۔ نکاح عبودیت میں عورت مرد کی ملک ہو جاتی تھی۔ عورت
کا سارا مال مرد کی ملکیت ہو جاتا تھا۔ اس سے جو اولاد ہوتی تھی وہ بھی مرد کی

ملکیت قرار پاتی تھی "شاہ بسا مطیق" کے زمانے میں ایک عورت "تمنیہ بنت اناشاص لاموں بن لیطاہ" کا ایک نکاح نامہ آجکل دستیاب ہو گیا ہے جس میں ذیل کی عبارت پائی جاتی ہے۔ (یہ قدیم مصری زبان کا ترجمہ ہے)

قد وصلنی المبلغ الذی حصل	مجھے روپیہ کی وہ مقدار ملی جس سے
علیہ الاتفاق بیننا لاکون	ہم دونوں میں یہ طے ہو گیا کہ میں
خادمتک فالان انا خادمتک	آپ کی کنیزی میں آجاؤں اس
ولا یجوز لاحد ان یمنعنی عن	وقت سے میں آپ کی کنیز ہوں
خدمتک ولیس لی ان امتنع	اور کسی کو جائز نہیں ہوگا کہ مجھے
عنہا من تلقاء نفسی۔ وانی	آپ کی خدمت سے روک سکے
وہبت لک جمیع ما املک	اور نہ خود مجھے آپ کی خدمت
من نقود و قمح وسائر اموالی	سے اعراض درست ہوگا۔
والاولاد الذین الدہم	میں نے اپنے وہ تمام مملوکات آپ کو
والاموال التی املکہا فی	ہبہ کیے جو کچھ میں رکھتی ہوں۔
المستقبل حتی الملابس التی	روپیہ گیہوں اور میرا کل مال
علی جلودی وذلک من تاریخ	اور وہ اولاد جو مجھ سے پیدا
شہری من السنۃ الرابعۃ	ہوگی اور میں آئندہ جس مال
الملک کو رۃ اعلاہ الی آخر الزمان	کی مالک ہونگی یہاں تک کہ وہ
فان عاملتک فی احد وانکرانی	کپڑا جو میرے جسم پر ہوگا وہ

خادم مثلث واعطائی من النقود
واقع ما یستجلب به رضاك
فرضیت انت بذلك لا یحق لی
بن بخذ مثلث انا ولا اولادی
وانت مالکهم وسیدهم ابن
کانوا. فاحلف یمینا بمعبودنا
"اموں" وبالملك انك لا
تاخذ غیری امة وان لا
تتزوج امراة غیری. وانا اقسم
ان لا اهرب من او ذہ انت فیها
(محاسن آثار الاولین فی الاشعار ما تلیهن
فی قوانین قدماء المصریین ص۸
ترجمہ علی جلال حسینی طبع مصر ۱۳۰۸ھ)

سب آپ کا ہے اور کوئی آپ سے
میرے آپ کے خادمہ ہونے میں
نزاع کرے اور آپ کو روپیہ دیکر
گیہوں وغیرہ دیکر مجھے آپ کی کنیزی سے
نکالنے پر آپ کو راضی بھی کرلے تب
بھی مجھے یا میری اولاد کو کوئی آپ کی
غلامی سے باہر نہیں کر سکتا آپ میرے
اور میری اولاد کے مالک و سردار ہیں
جہاں کہیں بھی ہوں۔ آپ بھی ہمارے
خدا "اموں" اور بادشاہ کی قسم
کھائیے کہ میرے سوا کسی عورت سے
نہ شادی کرینگے نہ اسے کنیز بنائینگے
میں قسم کھاتی ہوں کہ جس گھر میں آپ
ہیں اس سے کبھی نہیں بھاگوں گی

اس نکاحنامہ میں سوا اس امر کے کہ عورت نے مرد کو قسم دی
ہے کہ تم دوسری کنیز نہ رکھنا اور جس قدر تصریحات ہیں وہ بالکل ایسے
ہیں جس سے عورت کی بیچارگانہ زندگی کا پتہ چلتا ہے۔ وہ آخری سانس تک اپنے کو
اور اپنی اولاد کو بغیر کسی شرط کے مرد کی غلامی میں دے رہی ہے
اور اسے اپنی جان و مال سب پر غیر محدود حد تک مسلط کر رہی ہے

یہاں تک کہ اپنے جسم کے کپڑے تک کا مالک شوہر کو بنا رہی ہے۔

مصر میں ایک زمانہ میں عورت مرد کو مہر ادا کرتی تھی (ثمن عفت) اگر اسکے پاس مہر کے لئے روپیہ نہیں ہوتے تھے تو وہ شادی نہیں کر سکتی تھی قانون "فلو پاتور" کی رو سے عورت بغیر مرد کی اجازت کے کسی قسم کا معاملہ نہیں کر سکتی تھی۔ خرید و فروخت رہن وغیرہ میں شوہر کی اجازت کی ضرورت ہوتی تھی۔

بابلی و آشوری عورت آشور دجلہ کے کنارے اور بابلی فرات کے کنارے آباد تھے اور استار دیوی کی پوجا کرتے تھے۔ یہ دیوی عورتوں کی عفت و آبرو کی قربانگاہ تھی۔ دیوی کے محافظ کے لیے عورت کی عفت مال غنیمت تھی۔ عورت اس وقت اس دیوی کی مرضی حاصل نہیں کر سکتی تھی جب تک نگران اسکی عفت پر اپنی ہوسنا کی کی بجلیاں نہ گرالیں۔

بابلی و اشوری عورت نہ اپنے ارادہ کی مالک تھی نہ اسے اپنی ذات کے متعلق کوئی رائے قائم کرنے کا اختیار تھا۔ شادی بیاہ میں نہ خود اسے کوئی دخل ہوتا تھا نہ اس کے باپ کو۔ کاہن ہی اسکی قسمت کا فیصلہ کرتا تھا ہر عورت پر فرض تھا کہ وہ حسن کی دیوی "میلیتا" کے پاس حاضر ہو۔ ان عورتوں کی ایک صف بنادی جاتی تھی جو مرد شادی کا خواہشمند ہوتا تھا

وہ اس صف سے ہو کر گزرتا تھا اگر ان میں اس کو کوئی عورت پسند ہوتی تھی تو وہ چاندی کا ایک ٹکڑا یہ کہکر پھینکتا تھا کہ میں حسن کی دیوی "میلیتا" کی مرضی حاصل کرنے کے لیے تجھ سے وصال چاہتا ہوں۔

اس عورت کو یہ ہدیہ قبول کرنا پڑتا تھا۔ اور اسی وقت وہ مرد کے ساتھ ہو لیتی تھی خواہ مرد میں عورت کی نارضامندی کے سر سے پیر تک وجوہ و اسباب بھرے ہوئے ہوں اکثر ایسا ہوتا تھا کہ بدشکل عورتیں سالہا سال اس دیوی کے مندر میں شوہر کی تلاش میں حسرت و یاس کے پہلو بدلا کرتی تھیں۔

ایرانی عورت ابتدا میں ایرانی عورت کی حالت زیادہ ابتر نہ تھی لیکن جب ایران میں بابلیوں کا تسلط ہوا تو ایرانی عورت کو اشوریوں اور بابلیوں کے قانون نے ذلت و حقارت کے گڑھے میں گرا دیا۔

ایرانی عورت ایک بے حس مخلوق ہو گئی۔ مرد کے ہاتھ میں تمام سیاہ و سفید کے اختیارات آگئے وہ اسکی زندگی کا مالک ہوتا تھا وہ اگر کسی عورت کو قتل کرنا چاہتا تھا تو اس سے اسکی وجہ دریافت نہیں کی جا سکتی تھی۔

ترک و مغل عورت ترک اور مغل ابتدا میں خانہ بدوش قبائل تھے ان کا کوئی وطن نہ تھا۔ جہاں آب و ہوا موافق آئی تھی

اور ضروریات زندگی مہیا ہو جاتے تھے وہاں ٹھہر جاتے تھے اور جب انھیں وہاں دشواریوں سے سابقہ ہوتا تھا تو کہیں دوسری جگہ چلے جاتے تھے۔

عورتوں کو ان میں جانوروں کی حیثیت حاصل تھی۔ اُن کی ضرورت صرف مرد کے جذبات لذت کی تشفی کے لیے تھی۔

یاقوت (م ۶۲۶ھ) نے (معجم البلدان) میں لکھا ہے کہ ترکوں میں شادی کا دستور یہ تھا کہ باکرہ لڑکیاں سر برہنہ کسی مقام پر کھڑی کی جاتی تھیں۔ جو شخص جس سے شادی کرنا چاہتا تھا اس کے سر پر ایک کپڑا ڈال دیتا تھا اس کے بعد عورت فوراً ہی اس کی بیوی ہو جاتی تھی اور کوئی طاقت اس کی خواہش کو رد نہیں کر سکتی تھی۔

ہندی عورت

ہندی قانون ساز منو (م ۸ق م) بیوہ عورت کو دوبارہ شادی کا حق نہیں دیتے۔

کمسنی کی شادی کی وجہ سے اکثر ایسا ہوتا تھا کہ ایک سال کی عمر میں لڑکی کی شادی کر دی گئی جبکہ وہ بول چال پر بھی قادر نہ تھی اور اسی زمانے میں اس کا شوہر مر گیا اس وقت اسے زندگی بھر تجرد کی آگ میں جلنا ہوتا تھا۔ عورت حقارت و ذلت کی ایک علامت تھی نہ وہ شوہر کے دسترخوان پر ساتھ بیٹھکر کھانا کھا سکتی تھی اور نہ شوہر کا نام لے سکتی تھی

ستی کی رسم تو مرد کے حُبِ ذات - انانیت و استبداد کی آخری مثال ہے - شوہر کے بعد عورت کا بھی آگ کی نذر ہو جانا عورت کے متعلق ہندی نقطۂ نظر کی عملی تشریح ہے -

یہ صورت حال خود ہی بتاتی ہے کہ عورت کا کوئی مستقل وجود نہ تھا وہ مرد کا ایک سایہ تھی مرد کے مرجانے کے بعد اسکی ہر قسم کی زندگی ختم ہو جاتی تھی —— جب کوئی مرتا تھا اور اپنے بعد اولاد ذکور میں سے کسی کو چھوڑتا تھا تو خوشی خوشی جان نکلتی تھی وہ سمجھتا تھا کہ دیوتا اس سے خوش ہیں اور اگر لڑکی چھوڑتا تھا تو سمجھتا تھا کہ میں ناکام مر رہا ہوں -

"منو" کا قول ہے عورت بچپنے میں والدین کی تابع جوانی میں شوہر کی بیوہ گی میں اولاد کی یا شوہر کے عزیزوں کی - وہ کسی طرح آزاد نہیں ہو سکتی

جاپانی عورت جاپانی عورت مرد کی عیاشی کی ایک مشین تھی باپ کو بیٹی کے بیچنے کا اختیار تھا شوہر جس کو چاہتا تھا اسے تحفہ کے طور پر اپنی بیوی کو ہبہ کر سکتا تھا - سنہ ۱۸۹۶ء تک جاپانی عورت نے اس ماحول میں زندگی گزاری -

چینی عورت چینی مذہب عورت کو کوئی مستقل ہستی نہیں سمجھتا اور نہ اسکے لیے کوئی حق تسلیم کرتا ہی - عورت کو وہ مرد کی دلچسپی کے ذریعہ کی حیثیت سے دیکھتا ہی - جس طرح دنیا کی سیکڑوں

جان دار و بے جان چیزیں مرد کا دل بہلانے کے لیے ہیں اسی طرح عورت بھی ایک کھلونا ہے مرد کو عورت پر اسی طرح کامل اختیار ہے جس طرح وہ اپنی منقولہ و غیر منقولہ جائداد پر اختیار رکھتا ہے۔

چین کے ایک بادشاہ "کن" کے محل میں ۳۰ ہزار عورتیں تھیں جس طرح آجکل مردہ و زندہ عجائب خانہ میں مختلف قسم کے ظروف اور مختلف ملکوں کے جانور جمع کیے جاتے ہیں اسی طرح اس بادشاہ نے اپنے محل میں تیس ہزار عورتوں کا ایک عجائب خانہ بنالیا تھا۔ اس تاریخی نقص سے معلوم ہوسکتا ہے کہ چین میں عورت کی کس قسم کی زندگی تھی۔ عورت کو کسی سے کوئی ترکہ نہیں ملتا تھا نہ وہ اپنے باپ کی وارث ہوسکتی تھی نہ شوہر کی نہ اولاد کی۔ دختر کشی ایک عام رسم تھی جو فقر و فاقہ کے نتیجہ میں رائج ہوگئی تھی کنفوشیش (۵۵۱-۴۷۹ ق م) جو چینیوں کا مشہور ترین فلسفی ہے لکھتا ہے کہ عورت اپنے بڑے بھائی اور عزیزوں کی محکوم ہے شادی کے بعد شوہر کی محکوم، بیوگی میں بڑے لڑکے کی محکوم رہے گی۔ عورت کیلئے زنا وغیرہ کی صورت میں جو سزائیں تجویز کی گئی تھیں مرد کی سزاؤں سے وہ کہیں زیادہ سخت تھیں۔ وہ شوہر کی اطاعت کے ساتھ وہ شوہر کے والدین اور خاندان کی اطاعت پر مجبور تھی شوہر کے مرنے پر شوہر کے والدین کا بہو پر اس قدر حق قائم ہوجاتا تھا کہ دوسرا

انھیں کی رائے سے ہو سکتا تھا عورت میں اس قدر احساس کمزوری پیدا کر دیا گیا تھا کہ وہ شوہر کے بعد خودکشی کر لیتی تھی۔ ۱۶۶۸ء تک چین میں شوہر کے انتقال کے بعد عورت کی خودکشی کا رواج رہا ہے جس طرح یونان و عرب میں کنیزوں کو آرائش بزم کے لیے شعر اور موسیقی کی تعلیم دیتے تھے چین بھی مرد کے نقطہ نظر سے عورت کو تیار کرتا تھا۔ بچپنے ہی میں عورت کو لکڑی کا چھوٹا جوتہ پہنایا جاتا تھا جس سے اس کا پاؤں بڑھنے نہیں پاتا تھا اور وہ زیادہ دُور نہیں چل سکتی تھی۔

سُوری عورت

سُوریا میں "ارامی" اور "کنعانی" قومیں آباد تھیں پہلے سُوریوں کی خود مختار وطنی حکومت تھی حضرت سلیمان کے وقت سے اس پر اجنبی تسلّط کا آغاز ہوا۔ پھر تو بابلی واشوری و مادی و ایرانی و مصری و یونانی و رومانی و عبری و ترکی حکومتیں تاریخ کے مختلف دور میں قابض ہوتی رہیں۔ اسکی سیاسی و ذہنی حالت برابر بدلتی رہی۔ اس لیئے سوری عورت کے متعلق کوئی ایک بیان نہیں دیا جا سکتا جس سے تاریخ کے ہر دور کی تصویر نگاہوں کے سامنے آجائے۔

سوری عورت پر بحث کرنے کی ایک صورت یہ ہوسکتی ہے کہ ہم یہودی و فنیقی و مسیحی عورت کے حالات کی جانچ کریں اسلیے کہ یہ خالص سوریا کی پیداوار ہیں

فینیقی عورت (۱)

فینیقیہ سے مراد وہ اقلیم ہے جو "عکات" بانیاس تک پھیلی ہوئی ہے۔ اس کے مشہور شہر "صیدا"، "صور" "جبل"، "طرابلس"، "بیروت" ہیں۔

فینیقی مظاہر قدرت کی پوجا کرتے تھے۔ لولوغ (آگ کے دیوتا) اور اس کی دیوی عشتروت (زہرہ) کی پوجا میں اخلاقی پابندیاں اٹھا دی گئی تھیں عشتروت کو خوش کرنے کے لیے عورتیں خوشی خوشی اپنی عفت کا خزانہ لٹاتی تھی۔ آجکل کی بازاری عورتوں میں اور ان میں فرق یہ تھا کہ ان کو ہمارا سماج تند نگاہوں سے دیکھتا ہے اور انھیں سوسائٹی کا بدنما داغ سمجھا جاتا ہے اور انھیں شریفوں کی آبادی سے الگ اپنا نشیمن بنانا ہوتا ہے اور فینیقیہ میں مقدس مقامات کو عیش پرستی کا مرکز سمجھا جاتا تھا اور مردہ ضمیر اس رسوا خدمت پر تحسین و آفریں کرتا تھا۔

یہودی عورت (۲)

حضرت موسیٰ کا اصلی قانون (تورات) ہمارے پاس نہیں ہے۔ یہودیوں نے توریت میں کافی تحریف کر دی اس لیئے ہم جب یہودی عورت کا تاریخی تصور کر سکتے ہیں وہ وہی عورت ہے جسے یہودی راہبوں اور تاریخی قسیموں نے اپنے میلانات کے سانچے میں ڈھالا ہے۔

یہودی سوسائٹی نے اسکے تمام حقوق چھین لیے تھے وہ نرینہ اولاد کے

ہوتے ہوئے والدین کی وارث نہیں ہوسکتی تھی۔ نہ اسکی گواہی قبول کی جاسکتی تھی۔ اور جب تک باپ یا شوہر کی رضامندی شامل نہیں ہوتی تھی اس کی نذر صحیح نہیں ہوتی تھی علماء یہود کہتے تھے کہ توریت کو نذر آتش کردینا عورت کی تعلیم دینے سے بہتر ہے (البیت والمراۃ) یہودی ناکتخدا لڑکی اپنے باپ کے گھر میں لونڈی کی طرح رہتی تھی (توریت سفر عدد ۲/۱۳) وہ جب تک بلوغ کی سرحد نہیں کرلیتی تھی اس کے باپ کو اسکے بیچنے کا پورا اختیار ہوتا تھا۔ بھائیوں کو بھی بہن کے ساتھ ہر قسم کے سلوک کی اجازت تھی۔

مسیحی عورت

مسیحی عقیدہ کہتا ہے کہ حضرت آدم کے جنت سے اخراج کا سبب حضرت حوا ہیں۔ اس لئے انہیں اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔ مسیحیت رہبانیت کی دعوت دیکر انسانی نسل کی تکثیر کو صدمہ پہنچاتی ہے۔ مسیحی مرقسوں کے خطوط اور دیگر اکابرین ملت کے رسالوں سے عورت کا درجہ بہت ہی گرا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ رسول پولس نے کرنتھیوں کے باشندوں کو اپنے خط میں لکھا تھا۔ مسیح کو ہر مرد کے سر کا درجہ حاصل ہے اور عورت کے سر کا درجہ ہر مرد کو حاصل ہے۔ مرد خدا کی صورت اور خدا کی عظمت ہے اور عورت مرد کی عظمت ہے۔ اس لیے کہ مرد عورت سے نہیں ہے بلکہ عورت مرد سے ہے۔ مرد عورت کے لیے نہیں پیدا ہوا ہے

بلکہ عورت مرد کے لیے پیدا کی گئی (اصحاح ۱۱)

دوسرے خط میں لکھا ہے جو "تیمتاؤس" کے نام ہے۔ عورت کو تعلیم کی اجازت نہیں اور نہ وہ مرد پر اپنا غلبہ بڑھا سکتی ہے۔ اس لیے کہ آدم پہلے پیدا ہوئے پھر حوا کی پیدائش ہوئی اور آدم خود گمراہ نہیں ہوئے بلکہ حوا گمراہ ہو کر ہلاکت کے غار میں گر گئیں (اصحاح ۲)

ان خطوط میں مرد و عورت کے درمیان جو فاصلہ بتایا گیا ہے وہ نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ خدا اور اس کی مخلوق میں جو نسبت ہے وہی نسبت مرد اور عورت میں بتائی گئی ہے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ مسیحی نقطۂ نظر سے عورت کی ہستی ذلیل و حقیر تھی قدیم مسیحی علماء نے عورتوں کی شقاوت کینہ پروری اور اس کے عیوب پر بہت کچھ لکھا ہے یہ علماء کہتے تھے عورت ایک قدرتی مغوی، ایک مرغوب آفت، ایک خانگی فتنہ، ایک مہلک سحر، اور ایک رنگین بلا ہے (تنقید الکلام جسٹس امیر علی ص ۲۳)

مسیحیت میں عورت کو گرجا گھر میں لب ہلانے کی اجازت نہیں ہے (اصحاح ۱۴)

مسیحیت کسی مظلوم عورت کو اس کے ظالم شوہر کی گرفت سے نہیں چھڑا سکتی اور نہ کسی ظالم عورت کے لیے کوئی حد بناتی ہے کہ اس کا مظلوم شوہر اس کی سرکشی سے نجات پا سکے۔ مسیحی فلسفی کہتے رہے ہیں۔ عورت شر کا سرچشمہ گناہ کی بنیاد، جہنم کا دروازہ اور قبر کا راستہ ہے۔

یہ تمام خیالات ایک بنیادی گمراہی کی وجہ سے پیدا ہوئے اور وہ یہ
کہ مسیحیت نے عورت کی حقیقت نہیں سمجھی ۵۸۶ء میں ماکون کانفرنس
میں عیسائیوں میں یہ مباحثہ رہا ہے کہ عورت میں روح ہے یا نہیں اور
اسے کس صنف میں شمار کیا جائے وہ انسان کی ایک فرد ہے یا کسی اور
جنس سے تعلق رکھتی ہے۔

یورپین عورت

کہا جاتا ہے کہ ایشیا انسانی نسل کی پیدائش کا سرچشمہ
رہا ہے۔ اسی جگہ سے انسان دنیا کے گوشے گوشے
پھیلے جب ایشیا کی آبادی بڑھ گئی تو کچھ لوگوں نے یہاں سے "کوہ قفقاز"
کے راستے سے بحر اسود کے شمال کی طرف ہجرت کرنی شروع کی اور رفتہ رفتہ
یہ یورپ میں جا کر آباد ہو گئے۔ یورپین اقوام کو تاریخ نے چار عناصر
میں تقسیم کیا ہے

(۱) بلاسکی یہ یونان و روما کے آباؤ اجداد ہیں۔
(۲) کیلٹ یہ فرانسیسیوں، ہسپانیوں، اور ایرانیوں کے مورث ہیں
(۳) جرمن یہ جرمنوں انگریزوں گاتھ، ہمبارو، سکسون اور
"واندل" کے اجداد ہیں۔

شروع میں یہ قومیں وحشی زندگی بسر کرتی تھیں صرف رومان و
یونان تمدن و تہذیب سے روشناس تھے اسی وجہ سے تاریخ میں ان

قوموں کو "بربری" کہتے ہیں۔ ان تمام قوموں میں عورت کی زندگی ایک ہی طرح پر تھی دور کے رشتہ والوں کو میت کا وارث بنایا جاتا تھا لیکن بدقسمت عورت کو ترکہ نہیں ملتا تھا جب خاندان میں کوئی عزیز مرد نہیں ہوتا تھا اس وقت وہ اپنے قریب عزیز کی وارث ہوسکتی تھی بیٹی کے مہر کا مالک باپ ہوتا تھا لڑکی باپ کے ہاتھ میں ایک تجارتی مال کی حیثیت سے ہوتی تھی۔ باپ بغیر بیٹی کے مفاد پر نظر کیے ہوئے صرف اپنے فائدہ کا خیال کرتے ہوئے جہاں زیادہ مہر ملتا تھا اُسے بیاہ دیتا تھا۔ شادی بیاہ کوئی مساویانہ رشتہ نہ تھا جس میں بیوی اور شوہر کے حقوق وفرائض کی تحدید ہوتی بلکہ عقد ایک تجارتی لین دین تھا۔ جس طرح کسی چیز کی قیمت ادا کرنے کے بعد ہم کو اس پر حق ملکیت حاصل ہو جاتا ہے اسی طرح شوہر عقد کے بعد بیوی کا آقا ہو جاتا تھا وہ اپنی بیوی کو تحفہ میں دے سکتا تھا مہمانوں کے لیے منجملہ دیگر سامان ضیافت کے بیوی بھی تھی وہ ضرورت کے وقت اسے فروخت کرسکتا تھا اس کی زندگی کا ہر دور مرد کی حراست میں گزرتا تھا۔ بیٹی۔ ماں بیوی۔ بیوہ کسی حالت میں مرد کی نگرانی سے مستثنیٰ نہیں ہوسکتی۔ لڑکی بغیر ولی کی اجازت کے اپنا عقد نہیں کرسکتی تھی ولی اس کے بغیر مشورہ اس کی شادی کرسکتا تھا۔ مہر بطور لڑکی کی قیمت کے باپ وصول کرتا تھا۔ عورت کی جان ومال

شادی کے بعد سب شوہر کا ہو جاتا تھا۔ ہندوستان کی طرح شوہر کے
انتقال کے بعد عورت ستی ہو جاتی تھی اور اگر اسے زندگی کا حق مل جاتا تھا
تو پھر بڑا لڑکا اس کا ولی ہو جاتا تھا اگر وہ عقد ثانی بغیر بڑے
لڑکے کی اجازت کے کر لیتی تھی تو اس کی ساری ملکیت قرق کر لی جاتی
تھی بیٹے کو اختیار تھا کہ وہ ماں کا عقد کر دے یا اُسے گھر سے خارج کر دے
یونان و رومان کو یورپ میں تہذیب و تمدن کا علمبردار کہا جاتا ہے
اور آج بھی جبکہ بہت سے نظریے بدل گئے ہیں اُن کے فلسفے کی گونج
موجود ہے۔ اس لیے ہم کو یونانی و رومانی تاریخ کا جائزہ لینا ضروری
ہے تاکہ عورت کے متعلق متمدن و مہذب اور فلسفہ آفریں اور قانون ساز
دنیا میں بھی حالات کا اندازہ لگایا جا سکے۔

یونانی عورت

حضرت عیسیٰ سے نو سو سال پہلے شریعت "لیکورگ" پر
عمل ہوتا تھا۔ اس شریعت کی اجازت تھی کہ اگر مرد کی
رضامندی معلوم ہو جائے تو عورت اپنی عفت سے دوسرے کو بھی بہرہ مند
کر سکتی ہے۔ اسپارٹا کے بادشاہ "اگیس" کی بیوی "تیمہ" نے اپنے دوست "سیبادی"
کے لیے اپنی آغوش اپنے شوہر کی اجازت سے خالی کر دی۔ نیوگ بھی
یونان میں ہوتا تھا۔ شوہر اپنی عورت کو دوسرے مرد کے پاس اس شرط
سے بھیج دیتا تھا کہ اولاد کی نسبت اس کی طرف ہوگی اور مرد اجنبی کو اولاد

پر کوئی حق نہ ہو گا یہ اس وقت کے حالات ہیں جبکہ یونان دور اُمومت
سے گزر رہا تھا اور عورت کی حالت اچھی تھی جب دورِ اُبوّت نہ رہا اور اولاد
کی نسبت باپ کی طرف ہونے لگی تو اس وقت یونانی عورت کو بربری
عورت پر کوئی امتیاز نہیں رہ گیا تھا۔ اپنی زندگی کی آخری سانس تک وہ
حراست میں رہتی تھی۔ بچپنے میں باپ کی نگرانی میں۔ شادی کے بعد شوہر
کی نگرانی میں اور بیوگی میں اپنی اولاد یا کسی عزیز قریب کی نگرانی میں،
عورتوں کی تعلیم و تربیت سے کوئی دلچسپی نہیں لی جاتی تھی باپ کے مرنے
کے بعد بیٹی کو اپنے شوہر کو چھوڑنا پڑتا تھا اور وہ باپ کے قریب ترین
عزیز کی بیوی ہو جاتی تھی اگر پہلا شوہر اس کے باپ کا عزیز ہوتا تھا
تو وہ اسی کے عقد میں رہتی تھی، شوہر کے گھر میں اسکی حیثیت شوہر کے
مال و اسباب کی سی ہوتی تھی۔ عورت کسی قسم کا معاملہ نہیں کر سکتی تھی
اس کی خرید و فروخت وغیرہ سب کچھ شوہر کی اجازت پر موقوف تھی۔
تلماک بادشاہ نے اپنی بیوہ ماں سے باپ کے انتقال کے بعد جو کچھ کہا تھا
وہ "اوڈیسہ" میں موجود ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عورت، بیٹی
بیوی، ماں کسی لحاظ سے بھی محترم نہ تھی۔ تلماک نے ماں سے کہا اپنے گھر میں
بیٹھیے اور چرخے سے دل لگائیے اور نوکروں سے کہئے وہ اپنے اپنے
کام میں لگ جائیں سخن سنجی اور فرمانروائی یہ مرد کے وظائف ہیں

یونان میں جب کسی مرد کی سخت توہین کرتے تھے تو اسے عورت کہتے تھے عوام وفلاسفہ سب کی نظر میں یہ مخلوق نفرت وحقارت کی مستحق تھی بقراط جس کو طب کا باوا آدم کہا جاتا ہے کہتا تھا۔ عورت کیا ہے۔ یہ بیماری ہے جب کسی گھر میں نرینہ اولاد پیدا ہوتی تھی تو طرح طرح سے اس کا اعلان ہوتا تھا۔ اسپارٹا میں لڑکیوں کو کوہ المبس کی چوٹی سے گرا کر مار ڈالا جاتا تھا۔ فلسفہ اور طب کی تعلیم خاص طور پر عورتوں پر حرام کردی گئی تھی۔

یونانیوں میں جمال پرستی دیوانگی تک پہنچ گئی تھی، انھوں نے عورت کو گرفت میں لینے کے لیے طرح طرح کے جال پھیلا رکھے تھے آوارہ عورتوں کو اُن کی اخلاقی کمزوری سے کیا روکا جاتا اُن کے ہاتھ میں ایسے اسلحے دیے گیے کہ وہ اوباشی میں زیادہ ہنر دکھا سکیں۔ بد اخلاق عورتوں کو گانا سکھایا جاتا تھا اُن عورتوں کے لیے سکون بخش جگہیں بنادی گئی تھیں جہاں وہ آزادی سے اپنی زندگی کو ناپاک بناتی رہیں۔

رُومانی عورت رومانی ارواح پرست تھے اُن کا خیال تھا کہ جب تک اولاد اجداد کی قبر پر عبادت کا سلسلہ قائم رکھتی ہے ان کی روحیں اچھی حالت میں رہتی ہیں اس لیے ان کو نسلی ارتقا کا بڑا خیال رہتا تھا۔ ان عقائد کا اثر رومانیوں کی زندگی کے ہر

شعبہ پر پڑتا تھا۔ اگر کوئی عورت بانجھ ہوتی تو وہ اسے طلاق دیدیتے
تھے عبادت خانوں کی ریاست مرد کے سپرد ہوتی تھی اس لیے لڑکی کی
پیدائش سے وہ رنجیدہ ہوتے تھے۔

مرد اپنی بیوی کو فروخت کر سکتا تھا بیوی کا مال و اسباب سب اسکی
ملکیت میں داخل تھا لڑکی کی شادی اگر باپ کے بغیر اجازت ہوگئی تو وہ ناجائز
شادی سمجھی جاتی تھی یہ قانون انطوں بادشاہ (۱۳۸-۱۶۱ ئ م) کے زمانے
تک رائج رہا۔ عورت کو بیوہ ہوجانے کے بعد عقد ثانی کی اجازت نہ
تھی یونان کی عورت سے رومانی عورت کی حالت لسبتہً اچھی تھی پھر جیسی
حالت تھی اس کا کچھ تھوڑا سا ہمیں اندازہ ہوا۔ طلاق ایک کھیل تھا ایک
شخص نے اپنی بیوی کو یہ کہتے ہوئے طلاق دی اپنے گھر کا راستہ لیجئے
آپ کی ناک سے پانی بہت بہتا ہے۔ میں ایسی بیوی چاہتا ہوں جس کی
ناک خشک ہو یہ آوارگی ان کی تہذیب میں گھل کر معمولی بات ہوگئی
تھی جیسے ایک دن اُن کے قانون نے جائز قرار دے کر شرعی حیثیت دیدی

عربی عورت

عرب ایک بے آب و گیاہ جزیرے کے باشندے ہیں
جہاں صحراؤں اور پہاڑوں کی فراوانی ہے۔ زمین
ریتیلی جو زراعت کے لیے موزوں نہیں۔ سامان معاش کی محسوس کمی۔
اس وقت ملک میں نہ کوئی نظام تھا جس سے جان و مال کی حفاظت ہو سکے

نہ کوئی اخلاقی یا مذہبی قانون تھا جس پہ سب کا اتفاق ہو۔ جہالت کی انتہا تھی اونٹ کے دودھ اور گوشت پر ان کی زندگی کا مدار تھا جہاں گھاس اور پانی کا چشمہ ملتا تھا وہاں اپنے خیمے لگاتے تھے جب گھاس یا پانی کا ذخیرہ ختم ہو جاتا تھا تو کہیں دوسری جگہ گھاس اور پانی کی تلاش میں نکلتے تھے۔ اکثر پانی کے ایک چشمہ پہ کئی قبیلے اُتر پڑتے تھے۔ پردہ تھا نہیں۔ ایک قبیلے کے لڑکوں، لڑکیوں، عورتوں، مردوں سے دوسرے قبیلے کے عورتوں مردوں سے میل جول ہو جاتا تھا اور اس میں عشق و محبت کا سلسلہ پیدا ہو جاتا تھا جب پانی ختم ہو جاتا تھا اور یہ قبائل اس جگہ سے کسی دوسری جگہ کوچ کر جاتے تھے تو ان کی محبت کے جذبات کو بڑی ٹھیس لگتی تھی۔ اقتصادی دشواریوں کی وجہ سے عربوں کی زندگی کا اکثر و بیشتر حصہ غارتگری اور جنگ و جدال میں صرف ہوتا تھا ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ کی عورتوں کو گرفتار کر لیتا تھا اور اپنے تصرف میں لاتا تھا۔ عربی زندگی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں عورت صحیح معنی میں کبھی عورت نہیں رہی بعض قبائل میں عورت زندہ دفن کر دی جاتی تھی اور بعض قبائل میں ہر قسم کی عفت و پاکدامنی کی پابندی اس سے اٹھا دی جاتی تھی۔

جنسی ارتباط کی بہت سی قسمیں تھیں۔ ان میں "نیوگ" بھی تھا جسے نکاح استبضاع کہتے ہیں۔ جب بیوی ایام سے پاک ہوتی تھی تو اُسے

کسی شخص کے پاس حاملہ ہونے کے لیئے بھیجد یتا تھا اور جب تک حمل کے آثار نمایاں نہیں ہو جاتے تھے اس سے الگ رہتا تھا

"نکاح استبضاع" کے ذریعہ سے وہ اپنے خاندان میں عربی اخلاق کی بلند پایہ افراد کے امثال کا اضافہ کرتا تھا۔ ایک نکاح "رہط" تھا دس آدمی مل کر کسی عورت سے عقد کر لیتے تھے جب بچہ پیدا ہوتا تھا اور صنف کا کی فرد ہوتا تو وہ عورت جس کی طرف منسوب کر دیتی تھی اس کو منظور کرنا پڑتا تھا اور اگر لڑکی پیدا ہوتی تھی تو وہ کسی کو نہیں بلاتی تھی۔

"نکاح سفاح" یہ عقد ان عورتوں سے ہوتا تھا جو کسی کی پابند نہیں جب بچہ پیدا ہو جاتا تھا تو قیافہ شناس بلائے جاتے تھے اور وہ لوگ بلائے جاتے تھے جو کہ یہاں اکثر آمد و رفت رکھتے تھے۔ قیافہ شناس جس کی طرف بچہ کو منسوب کر دیتا تھا اسے منظور کرنا پڑتا تھا۔

"نکاح خدن"۔ یہ خانگی تعلقات ہوتے تھے جن کا اعلان نہیں ہوتا تھا

"نکاح بدل"۔ ایک دوسرے کی بیویاں بدل لیا کرتے تھے۔

"نکاح شغار"۔ ایک عربی دوسرے عربی سے اپنی بہن یا بیٹی کی شادی اس شرط سے کرتا تھا کہ وہ بھی اسے اپنی بہن یا بیٹی اس کے عوض میں بیاہ دے اور انمیں کسی کو بھی اپنی بیوی کا مہر ادا کرنا نہ پڑ

قریش میں نکاح کا وہی طریقہ تھا جو آجکل مسلمانوں میں رائج ہے

عربی ماحول نے عورت و مرد کے کردار پر بہت برا اثر ڈالا تھا خصوصاً عورت

کی حالت اس قدر بدتر ہو گئی تھی کہ اسکے تصور سے پیشانی پر پسینہ آتا ہے منزلی زندگی انتہائی تاریک تھی مرد کا عورت سے اعتماد اُٹھ گیا تھا عورت کا اگر کسی سے رشتہ محبت قائم ہو گیا تو وہ ہر قسم کے اقدامات پر کمر باندھ لیتی تھی آج ایک عورت کسی ایک کے پاس ہے کل وہی دوسرے کے قبضے میں ہوتی تھی اغوا کا مرض طاعون کی طرح پھیل گیا تھا۔ ماموں، چچا اور بھابھی کے رشتے ایک دوسرے کی بیوی یا داشتہ پر نظر بد سے نہیں رو سکتے تھے۔

ابو ذویب قبیلہ بنی عامر میں ایک شخص کا مہمان ہوا جس کا نام "عبد بن عمر بن عامر تھا۔ عبد بن عمر کی بیوی نے ابو ذویب سے محبت کی باہمی سازش کے ماتحت وہ اس کے ساتھ بھاگ آئی۔ ابو ذویب نے اُسے اپنے عزیزوں سے چھپا کر رکھا۔ ابو ذویب کا بھانجا "خالد" اپنے ماموں کا نامہ و پیام اکی داشتہ کو پہونچایا کرتا تھا جب خالد جوان ہوا تو اس عورت نے اس سے محبت کر لی اور وہ ابو ذویب کو بھی چھوڑ کر خالد کے ساتھ بھاگ آئی۔ ۲

اسی ایک قصہ میں کئی مثالیں موجود ہیں ایک مہمان کا اپنے میزبان سے غداری کرنا اور ایک بھانجے کا ماموں سے بد عہدی کرنا اور ایک عورت کا اپنے شوہر سے بے وفائی کرنا۔ عورت نے بےحیائی پر کمر باندھ لی تھی فتنہ زمانی کی لڑکیاں "جنگ نخالق" میں برہنہ ہو کر اپنی قوم کے نوجوانوں کو اُبھار رہی تھیں بعض عورتیں کعبہ کا

طواف برہنہ ہو کر کرتی تھیں۔ مکر و فریب کا یہ عالم تھا کہ اکثر ایک دوسرے کی زندگی کو خطرہ میں ڈال دیتا تھا۔

ایک عربی عورت کے دوست نے اس سے فرمائش کی کہ وہ اپنے شوہر کے اندام نہانی سے تھوڑا سا گوشت کاٹ کر لادے۔ محبوبہ نے اس کی اس آرزو کی دشواری کا اظہار کیا جب دوست کی طرف سے اصرار ہوا تو عورت نے کوشش کا وعدہ کیا اس نے اپنے چھوٹے بچے کے پیشاب کے مقام پر ایک لکڑی باندھ دی جس سے کچھ دن تک بچہ کا پیشاب رک گیا اور اس نے رونا شروع کیا جب بچے کے باپ نے اس کی بیتابی کا سبب پوچھا تو عورت نے کہا کہ اس کا پیشاب رک گیا ہے کوئی دوا کارگر نہیں ہوتی ہے مجھے بتایا گیا ہے کہ اس کے مرض کا کوئی علاج سوا اس کے نہیں ہے کہ تمہارے اندام نہانی کا ذرا سا گوشت اس پر باندھ دیا جائے پہلے تو شوہر اس پر رضی نہ ہوا جب بچے کی پریشانی اس سے نہیں دیکھی گئی تو اس نے بیوی سے کہا اچھا گوشت لے لو لیکن نرمی کرنا (قہری و لطفی) (ش ۳۵ امثال میدانی)

ایک عرب اپنے گھر کے سامنے پانی بھر رہا تھا اس نے دیکھا کہ اسکی بیوی دوسرے شخص سے بغلگیر ہو رہی ہے وہ چھڑی لے کر دوڑا عورت نے اسے فوراً کسی محفوظ جگہ چھپا دیا۔ شوہر نے بہت ڈھونڈھا لیکن وہ نہیں ملا اس نے سمجھا کہ یہ میری آنکھ کا قصور تھا۔ عورت نے حیرت کے لہجہ میں

پوچھا گھبرائے سے کیوں ہو تمھاری کیا حالت ہے کیا تم ڈر گئے ہو
اس نے واقعہ نہیں بتایا اور اپنے کام پر چلا گیا۔ جب دوسرے دن پانی
بھرنے کا وقت آیا تو عورت نے کہا کہ آج میں تمھارے عوض میں بھر دونگی
کل تمھاری حالت دیکھکر مجھے تمھاری صحت کے متعلق اندیشہ ہو گیا ہے
شوہر راضی ہو گیا جب وہ پانی بھرنے گئی کہیں سے ایک چھری اٹھا لائی اور
غیظ و غضب میں شور کرتی ہوئی آئی اور شوہر کے سر پر چھری سے حملہ کر دیا
شوہر گھبرا گیا کہنے لگا تجھے کیا ہو گیا ہے۔ عورت نے کہا بدمعاش وہ عورت
کہاں ہے جبکہ میں کنویں سے دیکھ رہی تھی کہ تو اس سے بغلگیر ہو رہا ہو
شوہر نے قسم کھائی کہ نہ یہاں کوئی عورت تھی اور نہ میں کسی سے بغلگیر ہوا
عورت نے کہا میں نے تو کنویں سے اپنی آنکھوں سے یہ واقعہ دیکھا جب
اس نے بہت اصرار کیا تو فریب خوردہ شوہر نے کہا کہ تو اگر سچ کہتی ہی تو یہ اس
کنویں کی صفت ہے جو وہاں جاتا ہے اسے ایسا ہی دکھائی دیتا ہے کل
مجھ پر بھی یہی گزری تھی۔ (۹۵ ۴ امثال میدانی)

عورت اپنا اخلاقی جمال کھوتی جاتی تھی اور ظاہری سجاوٹ میں دماغ
کھپاتی تھی جاہلیت کی اس قسم کی بہت سی ایجادیں ہیں جب جدت زدہ یورپ
کی عورتوں نے اپنی مادی ترقی کے زمانہ میں حسن افزوری کے لئے اختیار
کر رکھا ہے۔

عربوں میں عورت کے سرین کی ضخامت اس کے حسین ہونے کی علامت تھی اس لیے اکثر عربی عورتیں ایک تکیہ بناتی تھیں (غطامہ) جسے وہ اپنے سرین پر باندھتی تھیں تاکہ سرین میں ضخامت پیدا ہو جائے۔ مغربی عورتوں میں یہ طریقہ آج بھی رائج ہے۔ عربوں میں کوئی نظام نہ تھا ہر قبیلہ کی جدا جدا عرف تھی کسی قبیلہ میں طلاق عورت کے ہاتھ میں ہوتا تھا اس قبیلہ کی عورت جب چاہتی تھی شوہر کو طلاق دیدیتی تھی ان عورتوں نے طلاق کی علامت یہ رکھی تھی کہ اگر عقد کی صبح وہ کھانا پکا کر شوہر کو کھلادیں تو خیر ورنہ طلاق سمجھی جاتی تھی۔ طلاق کو عورتوں نے عیاشی کا ایک آلہ بنا لیا تھا۔ ایک عورت جس کا نام عمرہ بنت سعد بن عبداللہ بن حذار بن ثعلبہ ہے اس نے چالیس سے زیادہ شوہروں کو طلاق دی۔ عرب کے اکثر قبائل کی وہ ماں تھی۔

مرد نے بھی طلاق کو ایک کھیل سمجھ لیا تھا جب وہ چاہتا تھا معمولی بات پر عورت کو طلاق دے دیتا تھا جس طرح عورت کی بد اخلاقی و بدمزاجی سے پریشان ہو کر طلاق پر مجبور ہوتا تھا۔ طلاق کی کثرت بت پرستوں ہی میں نہیں تھی بلکہ عرب کے عیسائی بھی اس سے مستثنیٰ نہ تھے۔

امرء القیس شاعر اور علقمہ الفحل میں بحث ہوئی کہ ان دونوں میں کون بہتر شاعر ہے۔ دونوں نے امرء القیس کی بیوی "ام جندب"

کو ثالث مقرر کیا۔ اس نے علقمہ کے حق میں فیصلہ کیا امرء القیس نے اس فیصلہ
کی وجہ سے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔

جب عربی مرد کہیں سفر کرتا تھا تو درخت کی دو شاخوں کو باندھ دیتا تھا
واپسی پر اگر شاخیں کھلی ہوئی ملیں تو اسے عورت کی خیانت پر محمول کرتا تھا۔
اور بغیر کسی تحقیق کے عورت کو طلاق دے دیتا تھا (صبح الاعشی)

اہل تہامہ عورت پر یہ ظلم کرتے تھے کہ عورت کو طلاق دیدیتے تھے اور
اس کے عقد ثانی کا حق اپنے اختیار میں رکھتے تھے۔ شوہر جس سے چاہتا
تھا اسی سے اس کی مطلقہ بیوی عقد کر سکتی تھی اس سلسلہ میں عورتوں
کو اپنی مرضی کے مطابق عقد کرنے کے لیے پہلے شوہر کو فدیہ دینا پڑتا تھا
بیوہ ہو جانے کے بعد اسکی ایک تازہ مصیبت کا زمانہ شروع ہوتا تھا۔
وہ ایک سال تک بدترین کپڑے پہن کر ایک کوٹھری میں بند رہتی تھی ایک
سال کے بعد کسی چرند یا پرند کو لاکر اس کے جسم سے مس کرتے تھے اس کے
بعد اسے کوٹھری سے نکلنے کی اجازت ہوتی تھی اور اُسے خوشبو وغیرہ
استعمال کرنے کا حق ہوتا تھا (صبح الاعشی ۴۰۲/۱)

اسلام نے اس رسم کو توڑا اور عدہ کا نظام پیش کیا۔

"جو لوگ تم میں سے مر جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو وہ چار مہینہ
دس دن تک اپنے کو روک رکھیں پھر جب اپنا عدہ پورا کر لیں اور دستور

کے مطابق اپنے لیے کوئی کام کرلیں تو تم پر کوئی گناہ نہ ہوگا (بقرہ ۵)

اہل مدینہ کسی عزیز کے مرجانے کے بعد اس کی بیوی کو بھی ترکہ میں بانٹ لیتے تھے بلکہ باپ کے مرنے کے بعد بڑا بیٹا سوتیلی ماں کو بیوی بنا لیتا تھا۔ (نکاح مقت) صبح الاعشی ۳۰۲؍۱

زندگی کے متعلق عربوں کے جاہلانہ نقطہ نظر نے اور عورت کی حقیقت نہ سمجھنے نے اور عربی عورت کی کردار کی پستی نے عربوں میں اسکو بیحد حقیر و ذلیل بنا دیا تھا۔ عہد جاہلیت میں جو عورت کی قدر و قیمت تھی قرآن نے اسکی اکثر تصویریں کھینچی ہیں۔

لڑکی کی ولادت پر رنج و افسوس، عار و ذلت کا اندیشہ، اس سے نجات پانے کی تدبیریں، زندہ دفن کرنے کی رسم، شبہ و شک کی نگاہ سے عورت کو دیکھنا یہ نمایاں علامات ہیں کہ عورت نے اپنی عزت دلوں سے کھو دی تھی اور اس کا وجود آنکھوں میں کھٹکنے لگا تھا، ان میں دختر کشی کا رواج کچھ عورتوں کی تاریک سیرت کی وجہ سے ہو گیا تھا اور ہر شخص اس قدر بدگمان ہو گیا تھا کہ اس کے خیال میں عورت کی فطرت میں خباثت اور مکر کا عنصر ہوتا ہے ان قبائل میں جو غیرت کی وجہ سے دختر کشی کے شکار ہو گئے تھے۔ قبیلہ بنو تمیم بنی کندہ ہیں۔ جب ان قبائل میں لڑکی پیدا ہوتی تھی اور کسی طرح اس کے زندہ رہنے کا فیصلہ ہو جاتا تھا تو اسے بالوں کے کپڑے پہناتے تھے

جب وہ سن تمیز کو پہونچتی تھی تو اسے بھیڑ بکری چرانے کیلئے معین کرتے تھے تاکہ جنگل کے جانور اسے کھا جائیں کچھ لڑکیوں کو چھ سات سال کے بعد قتل کر دیتے تھے جب کسی عورت کے بچہ جننے کا وقت آتا تھا تو اسے قبر پہ پہونچا دیا جاتا تھا اگر وہ لڑکی جنتی تو اسے فوراً قبر میں دفن کر دیتی تھی۔

کچھ لوگ فقر و فاقے کے خوف سے لڑکیوں کو دفن کر دیتے تھے اس لئے کہ مرد تو غارتگری، شکار، اور دوسرے ذرائع سے اپنا پیٹ بھر سکتا تھا عورت اُن کی نظر میں اپاہج اور ناکام حیات تھی وہ اپنا بوجھ خود نہیں اٹھا سکتی تھی۔ ایک عربی شاعر عورت پہ تنقید کرتے ہوئے کہتا ہے۔

کتب القتل والقتال علینا — ہم تو زندگی کی کشمکش جھیلتے ہیں اور عورتوں

وعلی الغانیات جر الذیول — کا کام صرف اتنا ہے کہ وہ اپنا دامن گھسیٹتی چلیں

قیس بن عاصم نے اپنی بارہ لڑکیاں زندہ دفن کر دی تھیں ایک بار جبکہ اسکی بیوی حاملہ تھی وہ کہیں سفر میں چلا گیا تھا اتفاق سے اس کی غیبت میں لڑکی پیدا ہوئی، ماں نے اس کے ماموں کے پاس اسے بھجوا دیا۔ جب وہ واپس آیا اس سے کہدیا کہ حمل ضایع ہو گیا جب وہ جوان ہوئی تو ماں کے پاس آئی قیس نے پوچھا یہ کون ہے تو اس سے سارا واقعہ بیان کیا گیا اس بے رحم نے ایک گڑھا کھودا اور لڑکی کو اس میں دفن کر دیا وہ کہتی رہی کہ بابا کیا آپ مجھے دفن ہی کر دینگے۔

اگر بعض افراد لڑکی سے محبت کی وجہ سے اُسے دفن نہ کرسکتے تھے تو وہ لڑکی کی ماں سے کہتے تھے کہ اسکی پیدائش کی کسی کو خبر نہ دینا اُسے ہمیشہ لوگوں کی نگاہ سے چھپائے رکھنا۔

عصیم بن مروان نے اپنی بیٹی نضیرہ " کے ساتھ ایسا ہی کیا اس کو نگاہوں سے چھپائے رکھا جیسے کوئی عیب کو چھپاتا ہے بعض کسی جسمانی عیب کی وجہ سے دفن کردیتے تھے۔

بعض کا خیال تھا کہ ملائکہ خدا کی بیٹیاں ہیں لہذا ہماری بیٹیاں بھی خدا ہی کے ہمسائے میں رہیں (بلوغ الارب آلوسی ۳/۴۴)

دختر کشی صرف بُت پرستوں ہی میں رائج نہ تھی بلکہ عیسائی بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ عدی بن ابجیہ (مہلہل) مسیحی تھا اس نے اپنی بیٹی کو دفن کرنے کا ارادہ کرلیا تھا پھر کسی وجہ سے باز رہا لڑکی بہ نسبت ماں کے باپ سے زیادہ محبت کرتی ہے ظالم عربوں کو اس کا احساس تھا لیکن وہ ایسے سنگدل اور وحشی تھے کہ ان کا ضمیر انھیں ان بدترین اقدامات سے نہیں روکتا تھا۔ ایک عربی شاعر اس کشمکش کو نظم کرتا ہوا اپنے فعل کی تاویل کرتا ہے۔

تھوی حیاتی واھوی موتھا ابدا   وہ میری زندگی چاہتی ہے اور
والموت اکرم نزال علی الحرم   میں اسکی موت۔ موت عورت

کے لیے شریف ترین مہمان ہے۔

صعصعہ بن ناجیہ فرزدق کے دادا بیان کرتے ہیں کہ میں جب مسلمان ہو گیا تو میں نے رسول سے پوچھا کہ میں نے جاہلیت میں بہت سے کام کئے ہیں۔ کیا مجھے ان کا اجر ملے گا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ کام تمہارے کیا ہیں۔ صعصعہ نے کہا ظہور اسلام تک ہم نے ۳۶۰ لڑکیوں کی جان بچائی ہے جن کو زندہ دفن کیا جا رہا تھا میں نے ہر ایک لڑکی کو ۲ دو اونٹ اور ایک اونٹنی کے عوض خریدا ہے۔ رسول نے فرمایا تمہیں اس کا اجر ملے گا۔ (اسد الغابہ صفحہ ۲۱ ج ۲)۔

حماسہ ابو تمام کے آخر میں "مذمۃ النسا"، کے باب میں ایسے اشعار ملتے ہیں کہ جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عربی ماحول نے عورت میں خود احساس کمتری پیدا کر دیا تھا اور وہ خود اپنی صنف کو حقیر سمجھنے لگی تھی۔

اسلامی عورت

(حصّہ دوم)

اسلام نے عورت کو بحیثیت ایک انسان کے سب سے پہلے پیش کیا، اسلام اور عورت کے حقوق، عورت کی آزادی، ملکیت، نکاح تعدد ازدواج، میراث، پردہ، ضبط تولید، طلاق اور عورت کے مسائل حاضرہ پر اسلامی نقطۂ نظر سے بحث

ہم نے دنیا کے مذاہب و اقوام میں عورت کا معیار معلوم کیا۔ ہم نے وحشی اور متمدن دنیا کی ہزاروں سال کی تاریخ پر سرسری نظر ڈالی ہم نے خانہ بدوش قبائل آدم خور وحشیوں سے خداوند دانش و فلسفہ اور پیدا کنندگان تہذیب و تمدن تک کے طرز عمل اور اُن کے آئین و قوانین کا جائزہ لیا اور دیکھا کہ اُن میں عورت انسان نہیں سمجھی جاتی تھی وہ مردوں کی نظر میں

فہرست مال و متاع کا ایک عدد تھی۔ اس کی مشیت و ارادہ کوئی چیز نہ
تھا وہ جانوروں کی طرح فروخت ہوتی تھی۔ تحفہ میں دی جاتی تھی وہ زندہ
زمین میں دفن کی جاتی تھی وہ شوہر کے بعد آگ میں جلادی جاتی تھی
نہ اس کا کوئی حق تھا نہ وہ کسی چیز کو اپنی کہہ سکتی تھی۔ جس طرح اقوام و مذہب
کے تمام نظریات صرف مقامی ضرورتوں کی نگرانی کرتے تھے اور کوئی ایسا
عام اصول نہیں بناتے تھے جو تمام دنیا کے لیے ہر جگہ اور ہر وقت کام آئے
اسی طرح عورت پر اسکے ماحول کا اثر پڑتا رہا اور عورت بحیثیت انسان
اور بحیثیت عورت کبھی انسان کے سامنے نہیں آئی اسلام کے پہلے انبیا کی
نبوت میں عمومیت نہیں تھی اس لیے وہ جو قانون پیش کرتے تھے اس کی
گونج اسی ماحول میں دب کر رہ جاتی تھی۔ اسلام دنیا میں پہلا قانون ہے
جو ہمہ گیر اور عالمگیر ہے اور جو نسلی و قومی و لسانی حدود سے بالاتر ہے اس نے
تمام امتیازات کو ہٹا کر روحانی برادری کی بنیاد ڈالی اور علمی و عملی امتیاز کو
فضیلت کا معیار قرار دیا۔ اسلام ہی کا ہے جس نے سب سے پہلے عورت کو بحیثیت
انسان اور عورت کے پیش کیا۔ عورت کی قدیم منحوس تاریخ پر افسوس کیا
تلخ تنقیدیں کیں۔ اور آئین پارینہ پر خط نسخ کھینچا۔ اور عورت کی
فطری صلاحیتوں کو نشو و نما دینے کے لیے ایک حسین ترین فضا پیدا کی
معاشرت، تمدنی حقوق، تاہلی زندگی میں غیر معمولی اصلاحیں کیں

اسکی زندگی کے ہر دور کے متعلق ایسے اصول بنائے اور ایسی ہدایتیں کیں کہ وہ بہترین "بیٹی"، بہترین بیوی، بہترین ماں ہونے کے ساتھ اپنی آزادی کی مالک اور زندگی کے ہر دور میں اورنگ عزت و احترام کی ملکہ بن جاتی ہے۔

قرآن مجید نے اسکے لیے اپنے دامن میں خاص جگہ بنائی۔ قرآن کے دس سوروں میں عورتوں کے متعلق کافی اہمیت کے ساتھ بیانات ملتے ہیں البقرہ، نساء۔ مائدہ۔ نور۔ احزاب۔ مجادلہ۔ ممتحنہ۔ تحریم۔ طلاق۔

جبکہ عورت کے متعلق شک تھا کہ وہ انسان ہے بھی یا نہیں قرآن نے کہا "وہ خدا ہی تو ہے جس نے تم کو ایک شخص (آدم) سے پیدا کیا اور اسکی بچی ہوئی مٹی سے اس کا جوڑا بنا ڈالا تاکہ اس کے ساتھ رہے سہے" ۹/۱۴ اعراف

خدا کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے تمھارے واسطے تمھاری ہی جنس کی بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان کے ساتھ رہ کر چین کرو اور تم لوگوں کے درمیان پیار اور الفت پیدا کردی اس میں شک نہیں کہ اس میں غور کرنے والوں کے واسطے قدرت خدا کی یقینی بہت سی نشانیاں ہیں۔ ۲۱/۴ روم

لوگو ہم نے تم سب کو ایک مرد ایک عورت سے پیدا کیا ہے! اور ہم ہی نے تمھارے قبیلے اور برادریاں بنائیں تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرے اسمیں شک نہیں کہ خدا کے نزدیک تم سب میں بڑا عزت دار وہی

ہے جو بڑا پرہیزگار ہو ۲۶/۱۴

جو شخص اچھے اچھے کام کریگا خواہ مرد ہو یا عورت اور ایماندار بھی ہو تو ایسے ہی لوگ بہشت میں بے کھٹکے جا پہونچیں گے اور ان پر تل بھر بھی ظلم نہ کیا جائے گا ۵/۵ نساء

مردوں کو اپنے کیے کا حصہ ہے اور عورتوں کو اپنے کیے کا حصہ ۵/۲ نساء

ان آیتوں میں انسانیت کے معیار کو بیان کرتے ہوئے بتا دیا گیا ہے کہ اسلام میں عورت و مرد کی تفریق نہیں ہے۔ نہ ملکی و نسلی جھگڑے ہیں۔ عورت بھی مرد کی طرح انسان ہے اور تقویٰ جس طرح ایک مرد کو دوسرے مرد پر فضیلت دیدیتا ہے اسی طرح تقویٰ ہی ایک عورت کو ایک مرد سے آگے بڑھا دیتا ہے۔

تمام عبادات و معاملات و حقوق و فرائض میں بعض جزئی استثنار کے بعد عورت و مرد میں کوئی امتیاز نہیں ہے۔

نجات اُخروی جو کہ اسلام کا اصل اصول ہے عورتوں اور مردوں کے لیے ایک ہی راستہ بتاتا ہے اور ایک طرح کے صفات دونوں کے لیے معین کرتا ہے مسلمان مرد مسلمان عورتیں، ایماندار مرد، ایماندار عورتیں، فرمانبردار مرد، فرمانبردار عورتیں، راستباز مرد، راستباز عورتیں، صبر کرنیوالے مرد، صبر کرنے والی عورتیں، فروتنی کرنیوالے مرد، فروتنی کرنیوالی عورتیں، خیرات کرنیوالے مرد، خیرات کرنیوالی عورتیں، روزہ دار مرد، روزہ دار عورتیں، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت

کرنیوالے مرد اور عورتیں، خدا کو بہت یاد کرنے والے مرد اور عورتیں، ان سب کے لیے خدا نے مغفرت اور بڑا ثواب مہیا کر رکھا ہے ۲۲/۲ احزاب

علم عورت کیلئے ایک شجر ممنوعہ تھا اسلام نے عام طور پر جہالت کے خلاف جہاد شروع کیا اور علوم کی دولت سنگریزوں کی طرح لٹائی عورت کو علم سے بہرہ مند کیا اسکو رائے کی آزادی دی عورت نے اسلامی قوانین کی وسعت کو دیکھکر تیز قدم بڑھایا اور شریعت میں اس نے اپنی خاص جگہ بنالی۔ اس نے دینیات، معاشرت اور سیاست میں نہایت سرگرمی سے حصہ لیا۔ اسلام نے عورت کو اس کے مستقبل کا ذمہ دار بنایا اور موقع دیا کہ وہ خوب سوچ سمجھکر اپنا شریک زندگی منتخب کرے

خنسا بنت حذام بن خالد انصاری نے رسولؐ سے شکایت کی کہ میرے باپ نے کمسنی میں میرا عقد کردیا تھا لیکن میں اسے پسند نہیں کرتی رسولؐ نے اس کے نکاح کو فسخ کردیا (اصابہ ۶۵/۸)

ایک دن لڑکی رسولؐ کے پاس آئی اس نے کہا کہ میرے باپ نے اپنے بھتیجے سے میرا عقد کردیا ہے تاکہ وہ مالی دشواری کو دور کرے لیکن مجھے یہ رشتہ پسند نہیں ہے رسول نے اس کے باپ کو بلایا اور لڑکی کو اس کے عقد کا مالک بنادیا اس وقت لڑکی نے کہا۔ خدا کے رسول! میرے باپ نے جو رشتہ قائم کیا تھا میں اس پر راضی ہوں۔ میرا مقصد اس اختلاف سے صرف اس قدر تھا کہ میں یہ سمجھ لوں کہ والدین کو لڑکی کی زندگی پر کوئی تسلط نہیں ہے (تیسیر الوصول ۲۶۴/۴) (اسرار ع ۲۹)

عورت کی یہ قانونی جنگ اُس انقلاب ذہنیت کا پتہ دیتی ہے جو اسلام نے پیدا کر دیا تھا۔ اسلام نے عورت کو استقلال، کامل اور معقول آزادی سے روشناس کرایا۔ اسلام جس طرح مردوں کو اخلاقی و معاشرتی ذمہ داریوں کا پابند بناتا ہے جس طرح مردوں سے عہد (بیعت) لیتا ہے اسی طرح عورتوں سے۔

اے رسول جس وقت تمھارے پاس ایماندار عورتیں تم سے اس بات پر بیعت کرنے آئیں کہ وہ نہ کسی کو خدا کا شریک بنائیں اور نہ چوری کرینگی نہ زنا کرینگی اور نہ اپنی اولاد کو مار ڈالیں گی اور نہ جان بوجھ کر کوئی بہتان گڑھ کے لائینگی اور نہ کسی نیک کام میں تمھاری نافرمانی کرینگی۔ تو تم اُن سے بیعت لے لو اور خدا سے اُن کی مغفرت کی دعا مانگو (۲۸ ممتحنہ)

یہ آیت جہاں اسلام کے پس منظر کی تصویر کشی کرتی ہے وہاں عورت کو ذمہ دارانہ حیثیت دیتی ہے جس کو مذہب، اخلاق، اور معاشرت کی عدالت میں مرد کی طرح بازپرس کے لیئے حاضر ہونا پڑیگا۔ حقیقتہً عورت پر ذمہ داری کا بوجھ ہی نہیں ڈالا گیا ہے بلکہ پہلے اس میں آزادی خود مختاری کا احساس پیدا کیا گیا اس کے بعد اسی سے اس گرانقدر آزادی کی قیمت مانگی، اسے ملکیت کا حق دیا اسے خرید و فروخت رہن و قرض وہبہ وقف وصدقہ، وصیت۔ شہادت وضمانت کا حق دیا اور مرد کو بغیر اس کی رضامندی کے اسکی ملکیت اور اسکے معاملات میں کسی مداخلت کا کوئی حق نہیں دیا۔

عورت کو مرد کی حمایت میں دینے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ عورت مرد کے ہاتھ میں ایک کھلونا ہے وہ جس طرح چاہے اپنی مرضی کے موافق اس میں تصرف کرے بلکہ دونوں حقوق و فرائض کی زنجیروں میں یکساں جکڑے ہوئے ہیں اور حقوق و فرائض میں دونوں میں ذرہ برابر امتیاز نہیں ہے شریعت کے موافق عورتوں کا مردوں پر وہی سب کچھ حق ہے جو مردوں کا عورتوں پر ہے۔ ہاں مردوں کو عورتوں پر نگرانی کا ایک درجہ حاصل ہے ۲۲۸/۱۲ بقرہ

ابن عباس عورت و مرد کے حقوق و فرائض میں ہم آہنگی کا ذکر کرتے ہوئے .... کہا کرتے تھے انی اتزین لامرئتی کما تتزین لی۔ میں بھی اپنی بیوی کیلئے یوں ہی آرائش کرتا ہوں جیسے وہ میرے لئے سنورتی ہے۔

اسلام نے عورت کی عظمت کا جو معیار قائم کیا ہے دنیا نے اس کے پہلے اس کا تصور بھی نہیں کیا تھا بعض احادیث وغیرہ میں عورت کی مذمت دیکھکر وہ لوگ جنھوں نے عورت کے متعلق اسلام کے نقطہ نظر کا وسعت نظر کے ساتھ مطالعہ نہیں کیا ہے یہ کہہ دیتے ہیں کہ اسلام عورت کا دشمن ہے اسلام عورت کی تحقیر کرتا ہے۔ یہ سراسر غلط فہمی ہے اسلام نے کہیں بھی پوری صنف کی مذمت نہیں کی ہے۔ جہاں کہیں اس نے عورت کی مذمت کی ہے اسکے پیش نظر وہ افراد ہیں جو مذمت کے

قابل ہیں جس طرح اسنے اُن مردوں کی بھی مذمت کی ہے جو اسلام کے اخلاقی معیار پر ٹھیک نہیں اُترتے۔ لیکن اس سے یہ رائے قائم نہیں کی جاسکتی کہ اسلام مطلقاً مردوں کی تحقیر کرتا ہے۔ بلکہ ان عورتوں کی مذمت کرتا ہے جو اخلاقی معیار پر ٹھیک نہیں اُترتیں۔ ایسی عورتوں کے متعلق رسول دعائیں فرماتے تھے۔ اعوذ باللہ من امراۃ تشیبنی قبل مشیبتی میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں ایسی عورت کے متعلق جو مجھے جوانی ہی میں بڈھا بنا دے۔ کافی ۱۳/۲

اسی موقع پر امام محمد باقرؑ کی حدیث بعینہ انہیں کے الفاظ میں پیش کی جاتی ہے جو اسلام میں عورت کے متعلق نقطہ نظر کی اکیگر انقدر دستاویز ہے آپ فرماتے ہیں۔

لیس للمراۃ خطرلا لصالحھن و لا لطالحھن۔ اما صالحھن فلیس خطرھا الذھب والفضۃ بل ھی خیر من الذھب والفضۃ واما طالحھن فلیس التراب خطرھا بل التراب خیر منھا (کافی ۱۳/۲)	اچھی اور بری کسی عورت کی حقیقتہ کوئی قیمت نہیں لگائی جاسکتی سونا چاندی بھی اچھی عورت کی قیمت نہیں ہے اسلیے کہ وہ ان سب چیزوں سے بہتر ہے اور بری عورت کی قیمت مٹی بھی نہیں بلکہ مٹی بھی اس سے بہتر ہے۔

حضرت علیؑ نے عورتوں کی چار قسمیں کی ہیں فرماتے ہیں۔

النساء اربع جامع مجمع وربیع مربع	(۱) کثیر الخیر (۲) جس کی گود میں بچہ اور پیٹ میں بچہ

وکرب مقمع دعل قمل ۱۲۹/۲ کافی (۳) شوہر سے بدمزاجی کرنیوالی (۴) بدمزاج اور کثیر المہر

ابراہیم کوفی نے امام محمد باقر سے کہا کہ میری بیوی کا انتقال ہو گیا ہے اور میری

بہت ہمدرد تھی میرا ارادہ ہے میں دوسری شادی کروں۔ امام نے فرمایا کہ غور

کرکے کوئی اقدام کرنا سمجھ لینا کہ تم اپنی زندگی کس کے ہاتھ میں دے رہے ہو اور اپنے

مال میں کسے شریک کر رہے ہو اور کسے اپنا رازداں بنا رہے ہو۔ اگر تمھیں شادی

کرنا ہے تو کسی بن بیاہی اور خوش اخلاق عورت سے شادی کر لو اس کے بعد آپ نے

ذیل کے اشعار پڑھے جنہیں عورتوں کی قسمیں بتائی گئی ہیں۔

الا ان النساء خلقن شتی	عورتوں کی کئی قسمیں ہیں۔ کچھ
فمنهن الغنيمة والغرائم	ابدی عذاب ہیں۔ کچھ اپنے
ومنهن الهلال اذا تجلی	شوہر کے لیے چاند کی طرح فرحت
لصاحبه ومنهن الظلام	بخش ہیں اور کچھ تاریکی ہیں
فمن يظفر بصالحهن يسعد	جسے کوئی اچھی عورت مل جائے
ومن يغلبن ليس له انتقام	وہ سعید ہے۔

اسکے بعد آپ نے فرمایا کہ عورتیں تین طرح کی ہوتی ہیں ایک وہ عورت ہے

جس میں بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت زیادہ ہے اور وہ شوہر سے محبت کرتی

ہے اپنے شوہر کا دینی و دنیاوی ترقی میں ہاتھ بٹاتی ہے۔ زمانہ کے ساتھ

مل کر اس کے خلاف محاذ نہیں قائم کرتی۔ ایک بانجھ عورت ہے نہ اس کے

پاس جمال ہوتا ہے نہ خُلق اور بھلائی میں شوہر کی کوئی مدد نہیں کرتی تیسری وہ عورت ہے جو آسمان سر پر اُٹھائے رہتی ہے دشنام بازی اور چغلخوری اس کا کام ہے۔ زیادہ چیز کو کم بتاتی ہے اور تھوڑی چیز کو قبول نہیں کرتی کافی ۱۲۹/۲

ایک مقام پر امیر المومنینؑ ایک معیاری عورت کے صفات بتاتے ہیں۔

پانچ قسم کی عورتیں بہترین عورتیں ہیں۔ ہلکی پھلکی۔ نرم مزاج۔ شوہر کی ہمدرد۔ اگر اس سے اُس کا شوہر خفا ہو جائے تو اس کی پلک نہ جھپکے جب تک کہ اسے راضی نہ کرلے۔ اور جب اس کا شوہر کہیں باہر چلا جائے تو اس کی غیبت میں آبرو کی حفاظت کرے۔ یہ عورت خدائی فوجدار ہے۔ خدائی فوجدار کبھی گھاٹے میں نہیں رہتا (کافی ۱۳۰/۲)

امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں عورتوں سے محبت کرنا انبیا کا اخلاق رہا ہے کافی ۱۲۸/۲

فرماتے ہیں۔ جس کا ایمان جس قدر زیادہ ترقی کرتا رہے گا عورتوں سے اس کی محبت اتنی بڑھے گی (۱۲۸/۲ کافی)

یہ تصریحات بتاتے ہیں کہ اسلام میں عورت کوئی ناگوار وجود نہیں ہے بلکہ وہ کائنات کا ایک بنیادی پتھر ہے جس کے بغیر عالم کا موجودہ تکوینی نظام نہیں چل سکتا۔

اسلام نے عورت کو اس کا اصلی مرتبہ دینے کے لیے اسکی زندگی کا مختلف

نقطۂ نظر سے تجزیہ کیا ہے اور اس کی شخصیت کو ٹھوس بنانے کے لیے اسکو
زندگی کی ہر منزل میں ایک خاص درجہ دیا ہے۔ اس کو بیٹی کی حیثیت سے
دیکھا اور اسکی نگہداشت وتربیت کے لیے خاص ہدایتیں کیں اُسے بیوی
کی حیثیت سے دیکھا اور اسکے حقوق معین کرکے مرد کو پابند بنا لیا اسے ماں
کی حیثیت سے دیکھا اور مرد کا سر اس کے قدموں پر جھکا دیا۔

(۱) بیٹی کی تعلیم وتربیت اسلام نے باپ پر واجب کی۔ حدیث میں ہے۔
جس کے کوئی لڑکی ہو اور نہ وہ اسے زندہ درگور کرے اور نہ اسکی اہانت
کرے اور نہ بیٹے اولاد کو اس پر ترجیح نہ دے تو خدا اسے جنت میں داخل کریگا
جس کے تین بیٹیاں یا تین بہنیں یا دو بیٹیاں اور دو بہنیں ہوں اور وہ
ان کو تہذیب سکھلائے اور ان کے ساتھ بھلائی کرے وہ جنت کا حقدار ہے

(۲) بیوی کا مرد پر نفقہ اور مہر واجب کیا اس کی عزت کی تاکید کی حسن معاشرت
کی ہدایتیں کیں۔ اور بتایا کہ مرد کی ریاست عورت پر استبدادی نہیں ہے بلکہ
اجتماعی زندگی کو پرسکون بنانے کے لیے ایک نظام ہے۔ بی بیوں کے ساتھ اچھا
سلوک کرتے رہو اور اگر تم کسی وجہ سے انھیں ناپسند کرو تو بھی صبر کرو کیونکہ
عجب نہیں کہ کسی چیز کو تم ناپسند کرتے ہو اور خدا تمھارے لیے اس میں بہت
بہتری پیدا کردے۔ (پ ۴ النساء)

(حدیث میں ہے) تم میں سے ہر ایک شخص کو بعض چیزوں پر نگہبان بنایا

گیا ہے۔ امام امّت کا نگہبان ہے اور امت کے متعلق اس سے باز پرس ہوگی مرد اپنے اہل و عیال کا نگہبان ہی اور اس سے اپنی رعیت کے متعلق سوال ہوگا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگہبان ہی اس سے اس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی۔

(دوسری حدیث میں ہی) تم میں وہ زیادہ کامل الایمان ہی جس کا اخلاق زیادہ بہتر ہو اور تم میں بہتر آدمی وہ ہی جو اپنی عورتوں کے ساتھ اچھا ہو شریف مرد عورتوں کی عزت کرتے ہیں اور کمینے توہین کرتے ہیں۔ تم میں بہترین آدمی وہ ہی جو بیوی سے اچھی طرح پیش آئے۔ میں تم سب سے زیادہ اپنی بیویوں سے اچھی طرح پیش آتا ہوں۔

(۳) ماں کی خدمت، اعزاز و احترام کی جس قدر تاکید ہی وہ ہمارے اندازے سے زیادہ ہی۔ قرآن کی ہدایت ہے۔ تمھارے پروردگار نے حکم دیا ہی کہ اس کے سوا کسی دوسرے کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ سے نیکی کرنا اگر ان میں سے ایک یا دونوں تیرے سامنے بڑھاپے کو پہونچیں اور کسی بات پر خفا ہوں تو خبردار ان کے جواب میں اُف تک نہ کہنا اور نہ جھڑکنا اور جو کچھ عرض کرنا ہو تو بہت ادب سے، اور اس کے سامنے نیاز سے خاکساری کا پہلو جھکائے رکھو اور ان کے حق میں دعا کرو کہ اے میرے پالنے والے جس طرح ان دونوں نے میرے بچپنے میں میری پرورش کی ہے اسی طرح

تو بھی ان پر رحم فرما ۔ ۲ بنی اسرائیل۔

"ایک شخص رسول کے پاس آیا اور پوچھا کہ سب سے زیادہ میری ہمدردی کا مستحق کون ہے۔ فرمایا تمھاری ماں، پوچھا پھر کون فرمایا تمھاری ماں۔ پوچھا پھر کون فرمایا تمھاری ماں۔ تیسری بار پوچھا پھر کون فرمایا تمھارا باپ"

ایک شخص نے رسول سے جہاد میں شرکت کا مشورہ کیا آپ نے پوچھا کہ تمھاری ماں زندہ ہے اس نے کہا ہاں۔ فرمایا اسی کے ساتھ رہو اس کے پیروں کے نیچے جنت ہے۔

ان آیات واحادیث سے عورت کے مرتبہ پر غیر معمولی روشنی پڑتی ہے وہ بیٹی اور بہن ہونے کی حیثیت سے قابل لحاظ۔ وہ بیوی ہونے کی حیثیت سے محبت وعزت کی مستحق، وہ ماں ہونے کی حیثیت سے واجب الاحترام قرار پاتی ہے اور قوانین اسلام کے ماتحت اپنی اولاد کی مطلق العنان حکمران ہے۔ یہ معاشرتی اصلاحات تھے جن میں اسلام نے اس کو زندگی کے ہر دور میں باعزت زندگی کا مالک بنایا۔

ازدواجی زندگی کی اصلاح

ازدواجی زندگی عورت کی پہلے سر سے پیر تک عذاب و آلام تھی۔ عورت کا کوئی ارادہ نہ تھا وہ اپنی خوشی سے کسی کی شریک زندگی نہیں بنتی تھی بلکہ جبراً بنائی جاتی تھی۔ اسلام نے عورت کی بغیر رضامندی عقد کو شرعی حیثیت

دی ہی نہیں۔ حدیث میں ہے۔

"بیوہ یا مطلقہ (ایم) یا بن بیاہی عورت کی شادی بغیر ان کی اجازت کے نہیں ہو سکتی۔ رسول سے پوچھا گیا کہ باکرہ سے کیسے اجازت لی جائے (وہ شرم کی وجہ سے کچھ نہیں کہے گی) فرمایا کہ اُس کی خاموشی اُس کی اجازت ہے"

وہ جس طرح شادی کے پہلے خرید و فروخت۔ قرض و رہن۔ وصیت و ہبہ وغیرہ میں آزاد تھی اسی طرح شادی کے بعد اُس پر کوئی نئی پابندی ان امور میں نہیں عائد ہوتی۔

پہلے عورت مرد کی ملکیت ہوتی تھی اور شادی کا مقصد صرف مرد کی شہوانی تشنگی کو فرو کرنا تھا اسلام نے عقد کا مقصد نہایت پاکیزہ اور بلند قرار دیا۔

"خدا کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے تمھارے واسطے تمھاری ہی جنس کی بیویاں پیدا کیں تا کہ تم ان کے ساتھ رہ کر چین کرو اور تم لوگوں کے درمیان پیار اور الفت پیدا کر دی اس میں غور کرنے والوں کے لیے خدا کی قدرت کی بہت سی یقینی نشانیاں ہیں۔ ۲۱/۹ روم

اس آیت میں ازدواج کے تین بنیادی مقاصد بیان کیے ہیں۔

(۱) جنسی سکون (تنہائی میں دل نہیں لگتا اپنے ہی ایسے دوسرے انسان کی موجودگی سے وحشت نہیں ہوتی)

(۲) مودت۔ یہاں جنسی رغبت مراد ہے۔

(۳) رحمت - اولاد مراد ہے۔

اور یہ عقد کے مقاصد میں سب سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ اسی لیے قرآن نے اسے سب کے آخر میں رکھا ہے - احادیث رسول نے بھی اسکی اہمیت پر انتہائی زور دیا ہے - حدیث رسول ہے۔ شادی کرو اور اپنی تعداد بڑھاؤ میں تمام امتوں پر تمھاری کثرت تعداد سے فخر کرونگا یہانتک کہ ضایع شدہ بچہ پر فخر کرونگا"۔ اسی نقطۂ نظر سے اسلام نے بن بیاہوں کی مذمت کی ہے اور شادی شدہ افراد کی تعریف کی ہے - امام محمد باقر فرماتے ہیں شادی شدہ شخص کی دو رکعت نماز بن بیاہے کی ستر رکعت سے افضل ہے۔

اسلام کی نظر میں یہ عقد کے تین عناصر ہیں - طبقاتی نظام کی وجہ سے اکثر معزز عورتوں کو اپنے ہمسر شوہر نہیں ملتے تھے اور اُن کی زندگی بغیر کسی شریک زندگی کے ناکام گزرتی تھی اور اکثر کم درجہ کی عورتوں کو ان کی نسبی پستی کی وجہ سے شوہر نہیں ملتے تھے - اسلام نے شرافت اور رذالت کا معیار بدلدیا اور نفسانی کمالات کی قیمت بڑھائی - ایمان اور نفقہ پر قدرت کے علاوہ تمام پابندیوں کو لغو قرار دیا - علامہ ابن ادریس م ۵۹۸ھ سرائر ص ۲۹۵ میں لکھتے ہیں -

عجمی مرد عربی عورت سے اور معمولی آدمی ہاشمی عورت سے عقد کر سکتا ہے۔

غلام آزاد عورت سے اور صنعت پیشہ عالی خاندان عورتوں سے،

رسول نے عملاً اس کی مثالیں پیش کیں۔ اپنے چچا زبیر بن عبدالمطلب کی لڑکی "ضباعہ" کی شادی مقداد بن عمر سے کر دی جو کہ ایک معمولی آدمی تھے اور جویبر کی شادی زیاد بن لبید کی لڑکی "دلفا" سے کر دی (کافی ۱۳۹/۲) اور خود ماریہ قبطیہ سے عقد کیا۔ طبقاتی زندگی نے اکثر قوم و قبیلہ میں عقد کو محدود کر کے ازدواجی پریشانیاں بڑھا دی ہیں اسلام نے اس راستے سے تمام رکاوٹوں کو ہٹا دیا ہے۔ امام زین العابدین نے اپنی ایک کنیز کو آزاد کر کے اس سے عقد کر لیا۔ تو عبدالملک بن مروان نے ایک طعن آمیز خط آپ کو لکھا جس کا امام نے حسب ذیل جواب دیا۔

امام نے جواب لکھا کہ تم نے میری زجر و توبیخ کی ہے کہ میں نے اپنی کنیز سے عقد کر لیا حالانکہ قریش میں ایسی عورتیں تھیں جن سے باعزت قرابت ہو جاتی۔ تم نے اپنی نسل کا بھی خیال نہ کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ رسول سے زیادہ کوئی معزز نہیں۔ یہ عورت میری کنیز تھی میں نے رضائے خدا حاصل کرنے کے لیے اسے آزاد کیا اور اس سے عقد کر لیا۔ اسلام نے عزت و ذلت کا معیار بدل دیا ہے۔ جاہلیت کی باتوں پر عمل کرنا اب ذلت ہے اور خدا کے احکام کی پابندی کرنا عزت ہے (کافی ۱۴۰/۲)

اسلام نے شادی کے آئین و قوانین میں اس قدر توجہ رکھا ہے کہ اسکے بعد کسی "جدید نظام" کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اگر کوئی جدید نظام بنے گا تو

وہ اسلام ہی کی صدائے بازگشت ہے اور اس کے معنی کی ایک دوسری تعبیر ہوگی یا وہ تعمیری نظام نہ ہوگا بلکہ اس سے ہماری زندگی کی بنیادوں کو کھوکھلا بنا دیا جائیگا عقد دائمی کے پہلے شریعت نے ایسے پاکیزہ اور گرانقدر موقع مہیا کیے ہیں کہ اسکے بعد بلند ترین معنی میں عورت و مرد کو شریک زندگی کا حاصل ہو جانا آسان ہو جاتا ہے اسلام نے عقد کے پہلے ایک دوسرے کو انتخاب کی نظر سے دیکھ لینے کی اجازت دی ہے اس اجازت سے جہاں تک "صوری مظاہر" کا تعلق ہے ایک دوسرے پر پوشیدہ نہیں رہتا اور ہر ایک جسمانی موزونیت کے نقطہ نظر سے اپنا شریک زندگی پا سکتا ہے۔

امام محمد باقرؑ سے پوچھا جو شخص کسی عورت سے عقد کرنا چاہتا ہے کیا وہ اس کے بال اور محاسن کو دیکھ سکتا ہے۔ فرمایا اگر "لذت نگاہ" مقصود نہیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (ج۵ کافی)

صدر اسلام میں کچھ لوگ اپنی بیویاں خود دیکھکر منتخب کرتے تھے اور کچھ لوگ اپنی عزیز عورتوں کے ذریعہ سے تحقیقات کر لیتے تھے اگر اسلامی ماحول قائم ہو جائے تو صورت کے لحاظ سے کوئی کسی کو دھوکا نہیں دے سکے گا سیرت کا سوال جو صورت سے کسی طرح کم نہیں ہے اسلامی آئین سے اس کا بھی حل ہو جاتا ہے۔

ہم اس سوال کی وقعت کو محسوس کرتے ہیں کہ ایک مرد یا عورت کسی اجنبی سے

اپنی زندگی کو ہمیشہ کیلئے وقف کرنے کا عہد و پیمان کیسے کر سکتے ہیں جبکہ کسی کو
دوسرے کے اخلاق و آداب اور طرز معاشرت کا پورا پورا علم نہیں ہے اور یہی
اندیشہ ہے کہ آج ہزاروں عورت و مرد تجرد کی زندگی گزار رہے ہیں اور شادی
سے ڈرتے ہیں معلوم نہیں کہ ہمارے شریک زندگی کی سیرت اور معاشرت ہمارے اصول
زندگی سے مطابقت رکھے گی یا اسکے مخالف ہوگی نا آزمودہ انتخاب کی وجہ
سے عموماً شادیاں ناکام ہو رہی ہیں اس لیے یہی خیال ہوتا ہے کہ ہم بھی شادی
کے بعد کسی خوفناک مصیبت کا شکار ہو جائیں گے اور شادی موجودہ آزاد زندگی
کا خاتمہ کر دے گی شادی سے نفرت انسان کے فطری تقاضوں کو نہیں دبا سکتی
اس کا نتیجہ یہ ہے کہ زنا کی کثرت ہو رہی ہے۔ لیکن اسلام میں ایسی پیش بندیاں
ممکن ہیں کہ شادی کو مرد و عورت صرف اپنی زندگی کے نشو و نما کے لیے
استعمال کر سکیں اور دوسرے کی دست درازی سے محفوظ رہیں۔ اس سلسلہ
میں عقد منقطع کے برکات کا ہم اندازہ نہیں کر سکتے۔ یہ عورت و مرد کو ایک دوسرے
کی اندرونی زندگی کی آزمائش کے لیے بہترین مددگار ثابت ہوتا ہے اور
ایک بے خطر اور طویل زندگی کے لیئے اندیشوں سے پاک اور آزمودہ رفیق
حیات مہیا کر دیتا ہے۔ اور "دائمی معاہدہ" کو مضبوط بنیادوں پر قائم
کر دیتا ہے اور تجرد سے بچا کر نفسیاتی سکون کی پناہ گاہ میں پہونچا دیتا
ہے حکیم اسلام اسی فطری قانون کی گنجائشوں پر اعتماد کرتے ہوئے فرماتے ہیں

ما کان المتعۃ الا رحمۃ رحم اللہ بہا امۃ محمد لو لا نہیہ عنہا ما احتاج الی الزنا الا شقی۔

متعہ خدا کی رحمت تھا اگر اسے روکا نہ گیا ہوتا تو سوا چند (بدبختوں) کے کوئی زنا کے پاس نہ پھٹکتا۔

اسی طرح اسلام نے عورت و مرد کیلئے بہت سے امکانات رکھے ہیں کہ کوئی کسی کے ناجائز دباؤ کا تختہ مشق نہ بنے۔ مرد کو حق دیا ہے کہ اگر عورت حقوق زوجیت نہیں ادا کر رہی ہے اور زندگی کیلئے مصیبت بنگئی ہے تو وہ اس سے چھٹکارا حاصل کر سکتا ہے اسی طرح عورت کو حق دیا ہے کہ وہ عقد کے وقت مرد سے طلاق کا حق لے لے تاکہ جس وقت مرد کی زیادتیاں ناقابل برداشت ہوجائیں تو وہ اس سے بغیر کسی دشواری کے الگ ہوجائے

اصلاح حقوق

عورتوں کے سیاسی و اجتماعی و مالی و تمدنی و قانونی حقوق میں اسلام نے جو اصلاحیں کیں وہ بجائے قابل توجہ ہیں تعلیم و تربیت جس طرح نرینہ اولاد کی اسلام نے ضروری قرار دی ہے اسی طرح عورت کی تعلیم پر بھی بہت زور دیا ہے۔ حدیث شریف ہے:۔ جو کسی کنیز کو تعلیم دے اسکی تربیت کرے اور اسے آزاد کر دے اور شادی کرے تو اُسے دوہرا ثواب ملے گا تعلیم و تربیت کا اور آزادی غلام کا،، اجتماعی و سیاسی حقوق کی اصلاح کیلئے اسلام نے بہت سے راستے نکالے ہیں عبادات کو اجتماعی زندگی کے سانچے میں ڈھال کر باہم میں غیر شعوری تنظیم پیدا کر دی ہے خارجی تدابیر اسکے علاوہ ہیں۔ نماز جماعت، جمعہ و عیدین سے زبردست تنظیم ہوتی ہے

حالانکہ اب ہم تمام اسلامی اصول کو صرف رسمی طور پر ادا کر رہے ہیں اور اسکے فلسفہ سے غافل ہیں پھر بھی یہ مقامات بہت کچھ ہم میں تغیر پیدا کر دیتے ہیں اسلام نے جہاں پر مقامات مردوں کیلئے بنائے ہیں وہاں عورتوں کو بھی اجازت دی ہے۔

ایماندار مرد و عورت بعض کے بعض رفیق ہیں لوگوں کو اچھے کام کا حکم دیتے ہیں اور برے کام سے روکتے ہیں۔ نماز پابندی سے پڑھتے ہیں۔ زکوٰۃ دیتے ہیں خدا و رسول کی فرماں برداری کرتے ہیں ان لوگوں پر خدا عنقریب رحم کریگا ۱۰/۱۵ توبہ اس آیت میں عورتوں کو مردوں کے ساتھ "ولایت مطلقہ" میں شریک کیا گیا ہے اس ولایت میں بڑی وسعت ہے عورتوں کو اجتماعی اور جنگی و سیاسی تعاون کی دعوت دی گئی ہے لیکن عورتوں کے منزلی مشاغل اور جسمانی کمزوری کا لحاظ کرتے ہوئے اُن پر نماز جمعہ و عیدین اور جہاد واجب نہیں کیا گیا ہے ضرورت کے وقت اسلام نے ان سے مرہم پٹی، رسد رسانی وغیرہ کا کام لیا ہے۔ اسلام نے عورت کو حق دیا ہے کہ وہ جنگی پناہ گزینوں کو امان دیدے۔ فتح مکہ میں حضرت ام ہانی نے دو آدمیوں کو پناہ دی اور رسول نے اسے منظور فرمایا۔ اسلام نے عورت کے مالی حقوق کی اصلاح کی۔ حق ملکیت عطا کیا۔ وصیت و وراثت ہبہ اجارہ خرید و فروخت قرض و رہن کا اختیار دیا۔ مرد سے انھیں نفقہ اور میراث کا حق دلوایا۔ فرانسیسی عورت آج اپنے مال میں شوہر کی مرضی کے بغیر تصرف نہیں کر سکتی۔ دوسری قدیم اقوام مرد کو عورت کا مالک بناتے تھے اسے میراث وغیرہ سے محروم رکھتے تھے اور

اگر وہ کسی طرح مال کی مالک ہوگئی تو مرد کو اس کا متولی بناتے تھے ہندو، چین، جرمنی وغیرہ میں عورت کو ترکہ نہیں دیتے۔ یونان نے بھی عورت کو مرد کی موجودگی میں وارث نہیں بنایا ہے۔ یہودیت و مسیحیت نے بھی اپنی عورت سے یہی سلوک کیا ہے۔ عرب بھی بڑے لڑکے کو میراث دیتے تھے اور لڑکیاں محروم رہتی تھیں۔ جن لوگوں نے عورت کو ملکیت کا حق دیا تھا وہ اس نقطۂ نظر کے ماتحت تھا کہ عورت خود مرد کی ملکیت ہے اور وہ اور اس کا مال سب آقا کا ہے۔ اسلام نے عورت کو مرد کی طرح اپنی ملکیت کے صرف میں پوری آزادی دی ہے۔ زن تمام قومی ملکی سیاسی تمدنی مسائل میں دلچسپی لے سکتی ہے لیکن چونکہ اس کے منزلی فرائض بہت اہم ہیں اسلیے اگر وہ بیرونی مسائل میں دلچسپی لے گی تو اپنی منزلی زندگی کو نقصان پہونچائیگی۔

اصلاحات کے سلسلے میں بعض شبہات

یہاں نہایت مختصر الفاظ میں بعض اعتراضات کی طرف ہم متوجہ ہوتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ تعدد ازدواج اور طلاق و پردہ کو تسلیم کرکے اسلام نے عورت پر ناقابل تلافی ظلم کیا ہے

تعدد ازدواج ۔ تقریباً دنیا کی تمام قدیم اقوام میں تعدد ازدواج کی رسم پائی جاتی ہے۔ جن اقوام میں تعدد کا ذکر نہیں ملتا اسکے معنی یہ نہیں ہیں کہ وہ تعدد کے مخالف ہیں بلکہ عیاشی کی وجہ سے انکی نظر میں عقد ہی کی کوئی اہمیت نہیں ہے آج بھی جو تعدد کے مخالف ہیں وہ زنا کی برائی پر زیادہ زور نہیں دیتے۔ اسلام نے تعدد ازدواج کی اصلاح کی اور نہایت اہم پابندیوں کیساتھ اسکی اجازت دی

اسلیے کہ بعض صورتوں میں تعدد ناگزیر ہوجاتا ہے۔ تعدد ازدواج سے متعلق ذیل
کی آیت معرض بحث میں آتی ہے۔

"اور عورتوں سے اپنی مرضی کے موافق دو دو تین تین چار چار نکاح کر سکتے ہو
اگر تم کو اندیشہ ہے کہ تم متعدد بیویوں میں انصاف نہ کر سکو گے تو ایک ہی پر اکتفا کرو"

اس آیت میں تعدد کی بنیاد عدل و انصاف پر رکھی ہے اور کہا ہے کہ اگر انصاف نہ کر سکو تو ایک
ہی پر اکتفا کرو۔ یہ بھی سمجھنے کی ضرورت ہے کہ اسلام نے کن مصالح کے ماتحت تعدد کی اجازت
دی یہ آیت مدنی ہے اور غالباً ۳ھ و ۴ھ کے درمیان اتری۔ مدینہ میں رسول کی
کی زندگی کا اکثر حصہ مشرکین مکہ اور یہود مدینہ سے مدافعت میں گزرا ۳ھ تک مدینہ
میں سریہ عبداللہ بن جحش، غزوہ بدر، غزوہ بنی قینقاع، سریہ زید بن حارثہ، غزوہ
احد وغیرہ ہو چکے تھے جس طرح جنگ عظیم کے بعد مردوں کی کمی ہوگئی تھی اسی طرح
ان اسلامی جنگوں کے بعد مردوں کی کمی ہونے لگی تھی لاوارث بیوہ، عورتیں اور بن بیاہی
عورتوں کی مردم شماری بڑھ گئی تھی۔ قرآن نے محسوس کیا کہ یہ عورتیں عورت معصیت
بن جائیں گی۔ بیوہ عورتیں عرب میں یوں بھی ذلت کی نظر سے دیکھی جاتی تھیں
اسلیے اسلام نے تعدد کی اجازت محدود تعداد میں دیدی یہ اجازت ایسے پیچیدہ وقت میں دی گئی
تھی کہ اسکے سوا اس بیماری کا کوئی اور درمان ممکن ہی نہ تھا مردوں کی کمی اس حد تک ہوگئی
تھی کہ عورتوں کو تلاش سے شوہر نہیں ملتے تھے۔ ایک عورت رسول کے پاس آئی اور خواہش
کی کہ کسی سے میری شادی کر دیجیے آپ نے اپنے اصحاب سے کہا کہ کوئی آمادہ ہے۔ کوئی تیار نہ ہوا

ایک شخص نے آمادگی ظاہر کی چونکہ بالکل فقیر تھا اس سے تعلیم قرآن کے مہر پر عقد کر دیا
(ص ۱۵۲ کافی)

یہ واقعہ اور ایسے بہت سے واقعات ہیں کہ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت جنگوں کی وجہ سے مردوں کی کمی محسوس ہونے لگی تھی۔ یہ مواقع دنیا میں ہمیشہ آتے رہتے ہیں۔ ان حالات کے ماتحت بھی اسلام نے جواز تعدد کو غیر مشروط نہیں چھوڑا۔ اسلامی ماحول قائم ہوتا تو مرد تعدد کی طرف اسی وقت جھکتا جبکہ اسمیں متعدد بیویوں اور ان کی اولاد کے نفقہ کی قدرت ہوتی اور طبی حیثیت سے مرد متعدد عورتوں سے جنسی غیبت میں کامیاب ثابت ہوتا اور اس وقت اسے یہ حق ملتا جبکہ لڑکوں کی تعداد کم اور لڑکیوں کا شمار زیادہ ہوتا تاکہ کوئی مرد و عورت شادی سے محروم نہ رہے۔ ہم نے بتایا ہے کہ اسلامی شادی کا مقصد کیا ہے۔ کبھی کبھی یہ مقصد بغیر تعدد کے نہیں حاصل ہوتا کسی بلند مقصد کی اشاعت کے لیے تکثیر نسل سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ اسلام نے تعدد ازدواج کے ذریعہ اسلام کی اشاعت کیلئے بڑا زبردست تجربہ پیش کیا۔ کبھی کبھی عورت بانجھ ہوتی ہے اور شوہر کو اولاد کی خواہش ہوتی ہے اس وقت زنا کے سوا اسکو کوئی اور راستہ نہیں دکھائی دیتا بعض عورتیں ام المرض ہوتی ہیں انکی منزلی زندگی معطل رہتی ہے۔ اس کمی کو بھی تعدد ہی سے پورا کیا جاسکتا ہے۔ اسلام ایک عالمگیر، ازلی اور فطری مذہب ہے اسنے انسانی زندگی کی تمام ضرورتوں کو نہایت وسیع نظر سے دیکھا ہے جسطرح اسنے مردم شماری کی کمی کا لحاظ کرتے ہوئے تعدد ازدواج کی اجازت دی ہے

اسی طرح اس نے بعض مواقع پر ضبط تولید کی بھی اجازت دی ہے جبکہ بعض حالات میں بہت بڑھتی ہوئی آبادی کو روکا جاسکے جبکہ لیے زندگی کے ذرائع مفقود ہیں۔ اسلام میں ضبط تولید کیلئے عزل، کی اصطلاح تھی عبدالرحمٰن بن ابی نے امام علیہ السلام سے عزل، کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ مرد کو اس کا حق حاصل ہے (۲۲ کافی) جس طرح تعدد ازدواج میں ضروری قیدیں لگادی گئی ہیں اسی طرح بعض حد تک ہے کہ ضبط تولید زندہ درگور کرنے کی ایک ہلکی شکل ہے شریعت نے یہ تمام گنجائشیں صرف اس لیے رکھی ہیں کہ ایک ہوشیار طبیب کی طرح ہم اپنی سماجی بیماریوں کا علاج کریں۔ یہی وجہ ہے کہ تعدد ازدواج اور ضبط تولید کو اسلام نے نہ واجب کہا ہے اور نہ اسکی دعوت دی ہے نہ اسکو قطعاً حرام قرار دیا ہے۔ بلکہ نہایت سنگین شرطوں کے ساتھ اسے مباح کی حیثیت دی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کا اس پر عمل بہت کم ہے اور اگر کبھی اسلامی نظام قائم ہو گیا تو اسکو بطور ایک دوا کے خاص خاص حالات میں استعمال کیا جائے گا۔ کمال انسانی یہی ہے کہ ایک عورت اور ایک مرد پر اکتفا ہو اسی کی تربیت دینی چاہیئے لیکن اس قانون میں ضرورتوں کیلئے استثنا کو نہ تسلیم کرنا زندگی کی پیچیدگیوں سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔

طلاق:۔ عقد کو اسلام نے ایک معاہدہ کی حیثیت دی ہے جس طرح تمام معاہدات یا کامیاب ہوتے ہیں یا ناکام۔ اسی طرح عقد بھی کبھی مقاصد زندگی کو پورا کرتا ہے اور کبھی نہیں۔ جس طرح تمام معاہدے کبھی کبھی ٹوٹ جاتے ہیں اسی طرح معاہدہ عقد بھی کبھی ایسی صورتوں میں گھر جاتا ہے کہ اس کا ٹوٹ جانا ہی ضروری ہو جاتا ہے۔

عن یعقوب جعفی - قال سمعت ابا الحسن یقول لا باس ما یعزل فی ستة وجوه المراة التی ایقنت انها لا تلد و المسنة و المراة السلیطة و البذیة و المراة التی لا ترضع ولدها و الامة (من لا یحضر)

قوانین انسان کی خوش بختی میں اضافہ کیلئے بنائے گئے ہیں جب ایسا ماحول پیدا ہو جائے کہ اس قانون سے استفادہ کے امکانات مفقود ہو جائیں تو کسی دوسرے قانون کی پناہ گاہ میں سکون تلاش کرنا ہوگا عقد زندگی کو بنو دینے کیلئے ہے جب وہ تباہی کا سبب بن رہا ہو تو اندیشوں کو ختم کرنے کیلئے اسے ختم کرنا ہی زندگی کی خدمت ہے — تقریباً تمام شریعتوں نے (مسیحیت کے علاوہ) طلاق کو کسی نہ کسی رنگ میں اپنے نظام میں جگہ دی ہے اسلام نے بھی ایک ماہر طبیب کی طرح اس کے استعمال کی اجازت دی ہے طلاق ایک مصیبت ہے جو اس سے بدترین مصیبت سے بچنے کیلئے اختیار کی جاتی ہے۔ قرآن نے طلاق کے ذکر میں عجیب درد سے بھرے ہوئے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ اے رسول مسلمانوں سے کہو جب تم اپنی بیبیوں کو طلاق دو تو ان کی عدت (پاکی) کے وقت طلاق دو اور عدہ کا شمار رکھو اور اپنے خدا سے ڈرو اور عدہ کے اندر ان کے گھر سے انہیں نہ نکالو اور جب وہ کھلی صریحی بیحیائی کا کام کر بیٹھیں تو نکال دینے میں مضائقہ نہیں اور یہ خدا کی مقرر کی ہوئی حدیں ہیں۔ تو نہیں جانتا کہ شاید خدا اس کے بعد کوئی بات پیدا کر دے جس سے میل ہو جائے۔ تو جب یہ اپنا عدہ پورا کرنے کے قریب ہو تو یا تم انہیں شائستگی سے رکھ لو یا اچھی طرح رخصت ہی کر دو اور طلاق کے وقت اپنے لوگوں سے دو عادلوں کو گواہ قرار دے لو (۲۸/۱۲ طلاق)

پارہ محصنت ۵/۲ میں طلاق کو دشوار بنانے کیلئے جبکہ عورت کی طرف سے سرکشی ہو بہت کچھ نفسیاتی علاج بتائے گئے ہیں۔ زبانی تنبیہ۔ ترک اختلاط جنسی۔ ہلکی سی سزا۔ اسکے بعد آخری مرتبہ

ثالث کی تجویز کا ہے جب اسکے بعد بھی طرفین میں یکجہتی نہ پیدا ہو تو علیحدگی کے سوا اور کیا چارہ ہے کشتی اسلیئے ہے کہ اس سے پر شور دریا کو طے کیا جا سکے جب اسمیں سوراخ ہو جائے تو اسکی اصلاح کرنا چاہیئے جب اصلاح ناممکن ہو تو اسکے سوا کیا تدبیر ہے کہ کشتی سے اتر پڑا جائے۔

رسول کی حدیث نے بھی طلاق کی کراہت کیلئے پیغمبر نے سخت تعبیر سے کام لیا ہے العبض الحلال عند اللہ الطلاق۔ یعن اللہ الذواقین والذواقات طلاق ایک نہایت مکروہ حلال ہے۔ خدا لعنت کرے اُن مردوں اور عورتوں پر جو لطف اٹھانے کیلئے طلاق کو کام میں لاتے ہیں۔

خاتمہ: اٹھارہویں صدی مسیحی سے اس وقت تک یورپ نے عورت پر ہزاروں رسالے اور مضامین لکھے اور ساری دنیا کو اپنی آواز سے بھر دیا لیکن اس کی ہمدردی حقیقتاً عورت کے حق میں خود غرضی پر مبنی تھی اسلیئے اس کا بالکل برعکس نتیجہ ظاہر ہوا عورت کی حالت اور خراب ہو گئی عورت نے عصمت کو خیرباد کہدیا خاص موقع پر طلاق کی اجازت سے یورپ ناک بھوں چڑھاتا تھا اور اب خیال کیا جاتا ہے کہ طلاق کے اعداد ۵۰ فیصدی تک پہونچ جائیں گے عورت سے مرد کا اعتماد اٹھ گیا زنا کے متعلق اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ حرامی بچے فی ہزار ۲۶ - آئرلنڈ میں ۲۸ روس میں ۳۳ - ہالینڈ میں ۴۸ - انگلستان میں ۴۷ - اٹلی میں ۸۲ فرانس میں ۸۲ - اسکاٹ لینڈ میں ۱۰۰ - ڈنمارک میں ۱۴ - بلگیریا میں ۱۴۶ - نیوزی لینڈ میں پیدا ہوتے ہیں۔ حرامی بچوں کی یہ تعداد شادی کے اس وسیع تصور سے الگ ہے جس کا دائرہ زنا تک پھیلا ہوا ہے یہ بچے تو وہ ہیں جن کا حرامی ہونا یورپ کی ذہنیت کو بھی تسلیم ہے اس شمار میں اُن بچوں کا ذکر نہیں ہے جنکو ضبط تولید کی چادر میں

نمبر	نام رسالہ	قیمت	محصول ڈاک
۵۹	آثار باقیہ	ار	۲
۶۰	صحیفہ سجادیہ کی عظمت	۱۱ر	۲
۶۱	خلافت و امامت حصہ چہارم	۶ر	۱
۶۲	خدا کی معرفت	۸ر	۱
۶۳	شہدائے کربلا حصہ سوم	۴ر	ا
۶۴	خلافت و امامت حصہ ششم	۸ر	۱
۶۵	دی لاسٹ میسج آف حسین	۲ر	۲
۶۶	ہمارے رسوم و قیود	۲ر	۲
۶۷	شیعوں کی تازہ زندگی	ار	۲
۶۸	صحیفہ اعمال مترجم	عہ	۳
۶۹	مذہب شیعہ اور تبلیغ	ا	۲
۷۰	اسیری اہل حرم	ار	۲
۷۱	دی مشن آف حسین انگریزی	ار	۲ر
۷۲	نظام زندگی حصہ اول	ہم	ار

نمبر	نام رسالہ	قیمت	محصول ڈاک
۷۳	نظام زندگی حصہ دوم	۵ر	ار
۷۴	حقیقت اسلام	ار	۲
۷۵	مظلوم کربلا	۴ر	۲
۷۶	دی مارٹرز آف کربلا انگریزی	۲	۲ر
۷۷	تناسخ پر مختصر بحث	۲ر	۲
۷۸	نظام زندگی حصہ سوم	۷	ا
۷۹	حیات قومی	ار	۲
۸۰	جبر و اختیار	ار	۲
۸۱	مذہب و عقل	۹ر	۱
۸۲	حسین کا پیغام عالم انسانیت کے نام	۲ر	۲
۸۳	گجراتی " ہندی ترجمہ	۲ر	۲
۸۴	" سندھی ترجمہ	امر	۲
۸۵	" بنگالی ترجمہ	۲ر	۲
۸۶	ذبیحات ازلی نہیں اردو	ار	۲
۸۷	اقوام عالم میں عورت کا درجہ	ہم	۱